ماہنامہ الحقیقہ پاکستان
جولائی 2006ء

عاشقانِ رسول ﷺ کو تہِ دل سے یہ انقلاب مبارک



عظمتِ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا
اتحادِ ملت کی ضرورت و صورت

جنابِ صدر!
یہ کیا ہو رہا ہے
یہ کیوں ہو رہا ہے ؟
سرپرستِ اعلیٰ کا فکر انگیز اداریہ

حضور نقشِ لاثانی کی عظمت
چند ظاہری پہلو اور باطنی شواہد

قادیانی خود کو مسلمان کیوں کہتے ہیں

مجید نظامی کا نعرۂ حق

حمد و نعت

ارحم و اکرم ہے رب اور مالک و مختار بھی
رحمتِ حق ہیں نبی ، اللہ کا شہکار بھی

میرا رب ہے رب عالم اور ہے میرا نبی
بزم ہست و بود کا مقصود بھی، مختار بھی

وہ ہے رب العالمین ، یہ رحمۃ للعلمین
ہے مرا حاجت روا، اللہ بھی، سرکار بھی

ہر سیادت ان کو بخشی ہے خدائے پاک نے
سرور دیں بھی ہیں آقا، سید ابرار بھی

عظمتِ تو ید بھی دل میں رہے جلوہ فگن
ساتھ لیکن لازمی ہے الفتِ سرکار بھی

تو نے مانا ہے اگر اُن کو رسول انس و جاں
مان ان کو دو جہاں کا مالک و مختار بھی

کب ہے ربِ ولا کی شانِ خالقیت سے بعید
ہو بشر بھی اس کا پیارا ، پیکرِ انوار بھی

جن کے ہاتھوں میں ہے دامان نبی، ربِّ کریم
حشر میں جنت بھی بخشے گا انھیں، دیدار بھی

ہو مبارک عاشقِ سرکار ، مولا نے تجھے
چشم گوہر بار بھی بخشی ، دلِ بیدار بھی

ان کا شیدا قبر میں بھی زندہ جاوید ہے
موت ہے غائب یہاں سے، موت کے آثار بھی

ہے سگِ دربار مرشد آسی بے اعتبار
اس کو کافی ہے کسی کا سایۂ دیوار بھی

صلی اللہ علیہ وبارک وسلم

﴿پروفیسر محمد حسین آسی﴾

ماہنامہ الحقیقۃ

جلد نمبر 6 شمارہ 10

سرپرست اعلیٰ

محمد حسین آسی نقشبندی قادری

ثناء محمد علی مجاہد

افتخار احمد اعوان

شمس الحق زین

مجلس مشاورت

صاحبزادہ نور مصطفیٰ سعدی

علامہ شفقات احمد نقشبندی

ڈاکٹر محمد ظفر اقبال نوری

محمد ضیاء الدین صدیقی

مولوی اخلاق احمد نقشبندی

محمد اکرم

علامہ شوکت علی

فہرست

زر تعاون

پاکستان فی پرچہ 15 روپے سالانہ بذریعہ ڈاک -/150

	فی پرچہ	سالانہ چندہ
یورپ	1 پونڈ	10 پونڈ
یو ایس اے	1.5 ڈالر	15 ڈالر
عرب ممالک	3 ریال	30 ریال

پبلشر: پروفیسر محمد حسین آسی ... فون 0542-451734
ناشر: صوفی محمد آصف نقشبندی

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

یونس — ۶۲

اداریہ ترجمہ: سن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم کلمۃ الحقیقہ

جناب صدر! یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ کیوں ہو رہا ہے؟

آپ مملکت خداداد اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عہدہ صدارت پر بجبر اً براجمان ہوئے اور ہیں اس کے باوجود ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم اپنے حبیب کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے طفیل آپ کو اس مقدس عہدے کے تقاضے پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم فقیر ان کوشش نہیں اگر تنقید کرتے ہیں تو دل و دماغ کے کسی گوشے میں آپ کا عہدہ چھیننے کی ہلکی سی آرزو بھی نہیں ہوتی اور نہ ہمیں آپ کے جانشین سے پیار ہے یا ارادت و عقیدت کا کوئی جذباتی تعلق ہے کہ آپ کو ہٹا کر ہم انہیں برسر اقتدار دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ وہ حضرات بھی آپ کی طرح قوم سے بہت زیادہ مخلص نہیں ہیں۔ ممکن ہے انہیں بھی آپ جیسے اختیارات میسر ہوتے تو ملک کو تباہی کے دہانے پر کھڑا کرنے میں وہ بھی آپ سے کم نہ ہوتے۔ مثلاً حزب اختلاف میں ایک اہم نام بے نظیر بھٹو ہے۔ وہ بیچاری دو بار وزیر اعظم ہونے کے باوجود اسلام اور پاکستان سے مخلص نہیں ہو سکی۔ آپ کی طرح اس کا قبلہ علم و عمل بھی امریکہ ہی ہے۔ ناموس رسالت جیسے اہم دینی و اعتقادی مسائل کی طرف توجہ دینا اس کی فطرت تاریک کے بھی خلاف ہے۔ نواز شریف اس حد تک آوارہ مزاج نہیں۔ مگر امریکہ اس کے لئے بھی معاذ اللہ ارباب من دون اللہ میں شامل ہے۔ اس نقطہ اتفاق کے سوا دونوں ہر موڑ پر مختلف بلکہ متضاد نظر آتے تھے۔ جناب صدر! یہ آپ سرکار کی زندہ کرامت ہے کہ انہیں ایک لڑی میں پرو دیا ہے چنانچہ اب وہ یک جان دو قالب ہو گئے ہیں۔ ہاں ہاں کل تک ایک دوسرے کو غدار کہنے والے اگر آج باہم شیر و شکر ہو جائیں تو یقیناً آپ کی نگاہ کرم کی کرشمہ سازی ہے۔ اسی حزب اختلاف میں مولانا فضل الرحمن ہیں کہ اگر فضل صرف وسعت بدن سے ظاہر ہوتا ہو تو ان کے فضل الرحمن ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے یہ وہی حضرت شریف ہیں جنہوں نے بے نظیر بھٹو کے زمانے میں اپنی طویل و عمیق ریسرچ کے بعد اعلان فرمایا تھا کہ قیام پاکستان اس صدی کا سب سے بڑا فراڈ ہے (معاذ اللہ) اور شاید اسی بیان یا ہذیان سے خوش ہو کر بے نظیر نے انہیں امور خارجہ کی کمیٹی کا چیئرمین بنا دیا تھا۔ اس سے قبل اپنے دور میں ان کے باپ نے بے نظیر کے باپ کے دور حکومت میں اپنی بلند بختی پر ہدیہ تشکر بارگاہ خداوندی میں یوں پیش کیا تھا: "خدا کا شکر ہے ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہیں ہوئے" (معاذ اللہ۔ اسی لئے ان کے چھوٹے بڑے قائداعظم کو کافر اعظم کہا کرتے تھے) کیسا شاندار ہے یہ سلسلہ غداریہ (غدار ابن غدار) واقعی ایں خانہ ہمہ آفتاب است، اس قافلہ حزب اختلاف میں چوتھا نام جناب قاضی حسین احمد صاحب کا ہے جن کے فکری امام جناب مولانا مودودی ہیں۔ اور پھر مودودی صاحب کے کیا کہنے جنہوں نے ائمہ پر، مجددین پر، صحابہ عظام علیہم الرضوان پر حتی کہ انبیاء کرام علیہم السلام

تحت پر تنقید کی اور انہیں معاذ اللہ معاذ اللہ نعوذ اللہ کافر ٹھہرا کر بہت سے اردان دماغوں کو ہول قول بچے کا راستہ دکھایا۔ قیام پاکستان میں علماء احناف اور مسلم لیگ کے چھوٹے بڑے سب ورکر انہیں ایمان سے خالی نظر آئے۔ پاکستان بن گیا اور کشمیر کا جہاد شروع ہوا اور مولانا نے اسے بھی ناجائز ٹھہرایا۔ جناب قاسمی ان کے بیٹے اور پوتے وارث ترجمان اور ان کے فکر کے علمبردار ہیں تو ان سے کیا کیا توقعات ([illegible]) ہو سکتی۔

جناب صدر! یہ وہ لوگ ہیں جو آپ سے بھی پہلے ملک کی قسمت سے کھیلتے رہے۔ آپ کی آمد صدارت میں آمد ہوئی تو ہمیں خوشی ہوئی کہ شاید اب لیل و نہار بدلیں اور قوم کی قسمت کا ستارا چمک اٹھے۔ مگر افسوس آپ ان سب سے آخر میں آئے اور ان سب سے آگے نکل گئے۔ وہ خرابیاں جو آپ سے پہلے نظر آتی تھیں اور ہم انہیں دیکھ کر پریشان ہو جاتے تھے آپ کے دور میں ان میں کئی سو فیصد اضافہ ہوا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ گناہ آپ کی جلوہ فرمائی سے پہلے بھی ہوتے تھے مگر اس دلیری سے نہیں ہوتے تھے بلکہ حق یہ ہے کہ گناہ صرف گناہ ہی تھا مگر آپ کے دور میں بغاوت تک پہنچ گیا۔ کوئی بڑے سے بڑا صدر یا وزیر اعظم ایسا نہیں آیا تھا جس نے اسلامی شعائر کے خلاف آپ جیسا [illegible] کیا ہو اور معاذ اللہ غیرت و حمامت کے خلاف ایسی محاذ آرائی کی ہو۔ جس عورت کو اسلام نے پردہ عطا کر کے نہایت بلند رتبہ عطا کیا آپ نے اسے نہایت اوباش اور بے حیا بنانے کی کوشش کی اور اپنی سیرت کے از حد شرمناک اوراق کو نہایت بے باک انداز میں پیش کر کے عیاشی و فحاشی کی حوصلہ افزائی کی ہمیں شہباز شریف کے کارناموں میں یہی ایک پسند تھا کہ اس نے بسنت کی این۔ جی اوز پر پابندی لگا دی مگر افسوس آپ نے اس کی اس نیکی کے برعکس مرد و زن کے اختلاط کو بہت بری طرح شہ دی۔ آپ کے دور میں وزیر تعلیم چن چن کر ایسے لوگوں کو بنایا گیا جو خدا کے باغی اور سرور عالم نور مجسم شفیع اعظم ﷺ کی امت کے غدار اور اسلام دشمن ہیں۔ آپ کے دور میں قتل و غارت اور دہشتگردی میں اضافہ ہوا۔ چور ترقی کر کے ڈاکو بن گئے اور عزت و آبرو کے تحفظ کی خواہشات خواب و خیال بن گئیں۔ پاکستان کی فوج ہمیشہ عوام میں قدر کی نگاہوں سے دیکھی جاتی تھی مگر آپ نے اسے انتظام حکومت عطا فرما کر گویا پولیس جو نہایت بدنام تھی کا رنگ دے دیا۔ ملازمت کے قوانین میں ایسی تبدیلی لائی گئی کہ کسی ملازم کو بھی اطمینان سے کام کرنا مشکل ہو گیا۔ مہنگائی جس سرعت رفتار سے اب بڑھی اس سے پہلے ایسی تصور نہیں تھی یعنی مہنگائی میں اضافہ ہوتا تھا مگر موجودہ رفتار سے نہیں۔ کتنی تکلیف دہ بات ہے کہ امیر کئی گنا امیر ہو چکا اور غریب کئی گنا غریب ہو گیا ہے۔ ملکی وسائل کو جس بے رحمی سے لوٹا جا رہا ہے اس کی مثال ہی نہیں۔ وہ سٹیل مل ۲۱ ارب میں فروخت کر کے نجی شعبے کے حوالے کر دی گئی جبکہ اس کی زمین 4500 ایکڑ ہے اور فی ایکڑ مارکیٹ قیمت ایک کروڑ روپے ہے۔ سٹیل مل کی مشینری کی قیمت ۲۰ ارب ہے اور ۱۰ ارب کا میٹریل موجود ہے اس کے باوجود حکومت اور نجکاری کمیشن کو اصرار ہے کہ صحیح بولی پر قیمت لگائی گئی ہے فرمایئے کیسی مشکل اوقات کے لئے آپ نے اپنے لئے ہی تو یہ سودا نہیں کیا۔ خدا کا شکر ہے کہ سپریم کورٹ نے اس سودے کو کالعدم قرار دے دیا ہے۔ پھر کیا قیامت ہے چین میں پاکستان ایمبیسی کے ایک افسر نے مبینہ طور پر تقریباً دو ہزار پاسپورٹ بنگلہ دیشی اور سری لنکن عوام کو جو کہ چین میں رہتے ہیں ایک ہزار یورو فی پاسپورٹ لے کر بیچ دیئے۔ حکومت پاکستان کی انکوائری کمیٹی (آڈٹ کمیٹی) نے جب اس معاملے کو افشا کیا تو متعلقہ افسر کا دوسرے ملک میں تبادلہ کر دیا گیا (تا کہ معاملے پر پردہ پڑا رہے) سٹیل مل کی طرح کا ایک اور سودا ملاحظہ ہو۔ کیا یہ وہی صورت حال نہیں جس کے بارے میں ایک فارسی بزرگ فرماتے ہیں۔

گر بہ میر و سگ وزیر و موش را دیواں کنند — ایں چنیں ارباب دولت ملک را ویراں کنند

چنانچہ سنئے وزرا کے کارنامے۔

نصاب تعلیم میں انگریزی کو پہلی جماعت سے اور اسلامیات کو تیسری جماعت سے شروع کرنا دین و ایمان سے رشتہ توڑنے ہی کے مترادف نہیں تو کیا ہے پھر وزیر تعلیم کے نئے نئے ملحدانہ بیانات پڑھ کر جی گھبرا جاتا ہے۔ اور بلا تامل یہی الفاظ زبان پر آتے ہیں 'او بد بخت وزیر مشرف اور بش کے گتے! خدا تیرا بیڑا غرق کرے۔

ایک وزیر تعلیم ہی کیا! جس جس پر بھی اے صدر صاحب آنجناب کی نظر کیمیا اثر پڑی اور جو بھی آپ کے حسن انتخاب سے مشرف ہوا، ایمان

سے منہ موڑ بیٹھا مشتاق بھی پرویز الٰہی جیسے پرویز سنگھ کو زیادہ موزوں محسوس ہوتا ہے۔ مسجد کو شہید کر کے گوردوارہ ... میں مسلمان
کے قبضے سے ... کے لئے مسلمانوں نے انگریز ... پرانی بھارتی تھی۔ پاکستان میں کیسے کیسے حکمران آئے اور
آپ جیسے ... مسلط ہوتے رہے مگر کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی جو سردار پرویز سنگھ جی کو ہوئی واقعی سکھ بڑے دلیر ہوتے ہیں۔ اسی سردار کا ایک بھائی ہے شجاعت رام، جو غلطی سے شجاعت حسین کہلواتا ہے۔ اس نے گذشتہ دنوں گجرات میں مندر بنانا چاہا تو مسلمانوں کے قاتل اور بابری مسجد کے مجرم اول (جس پر آج بھی ہندوستان میں مقدمہ چل رہا ہے) ایل کے ایڈوانی کے دست ناپاک سے اس کی تعمیر کا کام شروع ہو گیا۔ خدا کے لئے بتائیے پرویز سنگھ نے گوردوارہ اور شجاعت رام نے مندر بناتے ہوئے کس کی رضا کو سامنے رکھا اور اے جناب صدر! اگر آپ کی نظر کا یہی فیض ہے تو فرمائیے آپ ان کے مہربان بے وفا ہیں آپ کس مقام پر ہوں گے۔

ہاں ہاں آپ کے دور میں اللہ اور رسول ﷺ کے مقدس اسماء مٹائے جا رہے ہیں اور آپ کے اور آپ کے بدبخت ساتھیوں کے نام ابھار کر کے جا رہے ہیں، یہ کس سے مکر ہے اور اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ آئیے میں ایک مثال دیتا ہوں، نارووال سے شکرگڑھ آتے ہوئے ٹیکے کی سڑک پر ایک گیٹ ہے (جس میں سے گزر کر آگے چند فوجیوں کا ڈیرہ ہے) اس پر بھی نہایت خوبصورت انداز میں لکھا ہوتا تھا۔

اللہ اکبر

اب اس کو (معاذ اللہ) مٹا دیا گیا ہے اور انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں خسرو گریژن لکھا ہوا ہے۔ پھر اس کے آگے شکرگڑھ کی طرف چلیں تو دو تین کلومیٹر کے فاصلے پر ایک پختہ سڑک پھوٹتی ہے غالباً جو سکھوں کے گورو نانک کی قبر کو جاتی ہے۔ اس پر سکھ مذہب کے اسی گورو کا نام بھی ہے اور اس کے نیاز مند ڈاکٹر نعمت علی جاوید سابق ناظم تحصیل شکرگڑھ (حال ناظم ضلع نارووال) کا نام بھی ۔۔۔۔ دیکھیے کس پاک ذات کا نام مٹایا گیا اور اس کے کن حقیر بندوں کا نام باقی رکھا گیا۔

اے جناب صدر! آپ جس قسم کے صدر ہیں، کیا اسی قسم کے سید ہیں۔ اگر آپ سچے اور سچے سید ہیں تو شہزادہ گلگوں قبا شہید دشت کرب و بلا راکب دوش رسول، جگر گوشہ سیدہ بتول، فاتح خیبر حیدر کرار، ابن شیر خدا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی غیرت و حمیت کی تسلیم و رضا کی مہر و وفا کی کوئی جھلک تو آپ میں نظر آنی چاہئے۔ انہوں نے دین کی بقا کے لئے کنبے کا کنبہ راہ حق میں قربان کر دیا اور آپ معاذ اللہ دین حق ہی کو راہ بش میں قربان کیا چاہتے ہیں۔ آپ کے بزرگوں نے نعرہ حق بلند کر کے یزید کے غضب کو دعوت دی اور آپ نعرہ غلامی بش بلند کر کے خدا کے غضب کو دعوت دے رہے ہیں۔ یزید کا جو انجام ہوا تاریخ کا ایک انتہائی عبرتناک باب ہے۔ کیا آپ بھی اسی کے نقش قدم پر چل کر اسی کے انجام سے دوچار ہونا چاہتے ہیں۔ واللہ آپ بہت گھاٹے کا سودا کر رہے ہیں، پاکستان ایک عام ملک نہیں، محبوب خدا حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا تبرک اور بقول قائد اعظم خود حضور اقدس و انور ﷺ نے اس کے حصول کی کوششوں کا انہیں حکم دے کر کامیابی کی ضمانت بھی دی تھی کل بھی یہ انہیں کے سہارے بنا تھا آج بھی انہیں کا دامن رحمت اس کے سر ہے۔ جو اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا، مارا جائے گا اور بہت ہولناک انجام سے دوچار ہو گا۔ تحریک پاکستان کے ایک نامور سالار مولانا ظفر علی خاں مرحوم نے فرمایا تھا

نہ جا اس کے تحمل پر کہ بے ڈھب ہے گرفت اس کی　　ڈر اس کی سخت گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا

جناب صدر! مومن اپنے رسول ﷺ کا عاشق جانباز ہوتا ہے جیسے عامر چیمہ علیہ الرحمۃ، اس نے غیرت عشق رسول ﷺ کا ثبوت دے کر امت کی آبرو بچائی ہے اور آپ اور آپ کی حکومت کا رویہ اس سلسلے میں کیسا معاندانہ رہا کسی سے مخفی نہیں اہل ایمان خدا کے لئے اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے کسی سے یاری لگاتے ہیں یا کسی کو ان کا باغی دیکھ کر اس کے دشمن ہو جاتے ہیں مگر آپ بش کے لئے ہی یاری اور اسی کی راہ میں دشمنی کرتے ہیں۔ طالبان سے بش ناراض تو آپ بھی ناراض زرقاوی کی شہادت پر بش خوش تو آپ بھی خوش، بش کی رضا اس میں ہے کہ آپ بھارت کے تابع مہمل ہوں اور واقعی آپ یونہی نظر آتے ہیں۔

آپ نے بش کے غضب سے بچنے کے لئے امریکیوں کو بعض اڈے بھی دیئے، اپنے مسلمان بھائیوں پر گولیاں بھی چلائیں افغانستان کے کٹھ پتلی حکمرانوں کی ناز برداریاں بھی کیں، بھارت کو خوش کرنے کے لئے بھی جناب ہیں بلکہ نظریہ پاکستان سے انحراف کیا یا اسے سرکاری سطح پر بہت زیادہ کمزور کیا، چنانچہ جنہیں آپ نے بھی پاکستان کا نمائندہ بنا کر بھارت بھیجا، وہ وہاں بھی پاکستان کے اساسی نظریے کے خلاف خرافات بکتے ہی نہیں رہے بڑھ چڑھ کر داد بھی دیتے رہے اور جب بھارت سے یہاں طائفے آئے وہ بھی آپ کی حکومت میں پاکستان اور ہندوستان کی لکیریں مٹا کر، پردہ اقبال اور قائد علیہما الرحمہ کے نظریات کی تکذیب کرتے رہے۔ آپ کی دینی، ایمانی و قومی غیرت اس حد تک منجمد ہو چکی ہے کہ اپنے گھر دشمن کو بلا کر اور اپنے عقائد و نظریات کے خلاف ان کی ژاژ خائی سن کر بھی آپ ٹس سے مس نہیں ہوئے۔

اے جناب صدر! آپ اور آپ کی حکومت کے کل پرزے جس ڈھٹائی سے جھوٹ بولتے ہیں اس سے پہلے یہاں دیکھنے میں نہیں آیا۔ امن و امان کی صورت حال جواب خراب ہے اس کی پاکستان کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ سانحہ نشتر پارک میں جو قتل و غارت ہوئی، تا حال اس کے بارے میں آپ کی حکومت نے کچھ نہیں کیا ایک معتبر روایات کے مطابق پولیس والوں کو ہدایت ہوئی ہے کہ ایسے تمام واقعات کی رپورٹ اس انداز میں لکھی جائے کہ (کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی)۔ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ حکومت کو قاتل معلوم ہیں مگر ع کوئی معشوق ہے اس پردہ زنگاری میں۔ ہمیں یقین ہے کہ عیسائیوں اور یہودیوں کو عالم اسلام کا وہ طبقہ سب سے زیادہ خطرناک نظر آتا ہے جو اپنے آقا و مولا ﷺ کے عشق و ادب کا علمبردار ہے لہذا عین ممکن ہے قاتلوں نے بھی کسی بیرونی اشارے پر قابل مذمت کھیل کھیلا ہے اور آپ بھی کسی ایسے ہی محبوب کے اشارہ ابرو پر قاتلوں کے طرف دار ہو گئے ہوں۔ ویسے بھی جناب صدر! آپ کے دور میں عیسائیوں، یہودیوں، بہائیوں، مرزائیوں، دہریوں، گستاخوں، قاتلوں اور چوروں ڈاکوؤں کو کھلی چھٹی ہے۔ ابھی چند ہفتے پہلے شہر سیالکوٹ کے گرد و نواح میں عیسائیوں اور دوسرے غیر مسلموں نے ایک جلسہ کیا جس میں علاقے کے بہت سے مسلمان بھی شامل تھے اور جلسے کا مقصد تھا یہ مطالبہ کرنا کہ ناموس رسالت ایکٹ کو کالعدم قرار دیا جائے۔ دیکھا، آپ نے اسلام دشمنوں کے حوصلے کتنے بڑھا دیئے یہاں قرآن پاک کی بے ادبی کی جاتی ہے اور پولیس حکمرانوں کی رضا کے مطابق حسب عادت ایسی ایف آئی آر تیار کرتی ہے کہ مجرم کو آنچ تک نہ آئے۔ یہاں 'اسلام' کے خلاف دل کھول کے پروپیگنڈا کیا جاتا ہے اور 'سید' کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ یہاں حدود آرڈیننس کو زیر بحث لایا جاتا ہے اور سربراہ مملکت جس پر سب سے پہلے اسلام ہی کا تحفظ ہی فرض تھا مہر بلب دیکھا رہتا ہے۔

اے جناب صدر! کیا آپ کو بھی یاد نہیں آتا کہ آپ مسلمان ہیں اور جب آنجناب کی ولادت باسعادت ہوئی تھی تو آپ کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی گئی تھی۔ چلو سید نہ سہی 'مسلمان سہی' جو کچھ بھی ہیں اسے سامنے رکھ کر فرمائیے یہ کیا ہو رہا ہے؟ اور پھر اچھی طرح سوچ سمجھ کر اس کا جواب بھی دیجئے کہ یہ کیوں ہو رہا ہے؟

خیال فرمائیے کہ مسجد کے قریب ہاکی کا میچ ہو رہا ہے، اذان کی آواز آئے ٹیم مسجد میں داخل ہو جائے اور کیپٹن اپنی مخصوص وردی سمیت مصلے امامت پر قبضہ کر لے۔ اس سے کہا جائے کہ بھئی اگر امامت ہی کرانا ہے تو کم از کم اپنی وردی بدل لے مگر وہ بے وردی بدلے اپنی امامت پر اصرار ہی کیے جائے۔ حتی کہ نماز بھی شروع کر دے، یہ کتنا عجیب منظر ہوگا۔ یونہی ایک شخص کرسی صدارت پر بیٹھ کر مصر ہے کہ صدر کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ اس سے کہا جائے کہ رب کے بندے پہلے صدارت کے لوازمات تو سمجھ لے اور اس کے مقتضیات پورے کرنے کے لئے تو تیار ہو جائے۔ مگر وہ اس طرف کوئی توجہ نہ دے۔ تو فرمائیے ان دونوں میں کونسا واقعہ زیادہ عجیب ہے۔

یوم خلیفہ اول: جمادی الاخری ۱۳ھ کی ۲۱ تاریخ اور منگل کا دن تھا جب سیدنا حضرت خلیفہ اول مومن و مصدق اول، یار غار و بدر و مزار، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا۔ حضور سرور کونین سرکار سلطان الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام نے ان کی خدمات کی قبولیت کا اعلان یوں فرمایا۔

إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُو بَكْرٍ (متفق علیہ)

ترجمہ: اپنی صحبت اور مال کے ساتھ سب لوگوں سے بڑھ کر مجھ پر احسان کرنے والا ابوبکر ہے۔

ظاہر ہے جب والیِ امت ﷺ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنا محسن (مالی بھی اور جانی بھی) کہلانے والا کیونکر ان کی عظمتوں سے بے پرواہ ہو سکتا ہے۔ گویا اللہ کے حبیب اعظم ﷺ نے یہاں ان کا تعارف ہی سارے انسانوں میں اپنے محسن اعظم کی حیثیت سے کرایا۔ دوسری جگہ اور بھی صراحت سے ارشاد ہوا

حُبُّ أَبِي بَكْرٍ وَشُكْرُهُ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ أُمَّتِي (صواعق محرقہ)

ترجمہ: ابوبکر کی محبت رکھنا اور ان کا شکر ادا کرنا میرے ہر امتی پر ضروری ہے۔

اسی محبت اور شکر گزاری کا ایک اہم انداز ہے یاد منانا۔ چنانچہ پوری امت کو چاہئے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یاد کو دلی محبت و عقیدت پیش کرنے کے لئے اجتماعی اور انفرادی طور پر ایصال ثواب کی مجلسوں کا اہتمام کرے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی موجودہ حکومت چونکہ اسلام اور اس کے شعائر ہی سے بیزار نظر آتی ہے اور پوری قوت سے اس مقدس اسلامی جمہوریہ سے اسلام اور جمہوریت کو رخصت کرنے پر تلی ہوئی ہے اسے کسی بندہ مسکین عیسائی وغیرہ کی یاد اور بسنت وغیرہ منانا آسان ہے مگر بزرگان اسلام کے دن منانا اس کی طبع نازک پر بہت بڑا بوجھ معلوم ہوتا ہے لہذا اس سے کوئی مطالبہ نہیں۔ ہاں سرکار ابد قرار ﷺ کی امت مرحومہ کے ہر فرد سے ضرور عرض ہے کہ اس دن کی عظمت سے غافل نہ ہو اور پورے مذہبی جوش و خروش میں مقدس دن کے منانے کا اہتمام کرے۔ ایصال ثواب کی یہ تقاریب اجتماعی بھی ہونی چاہئیں اور انفرادی بھی۔

عرس حضور نقش لاثانی قدس سرہ جہاد علی پور سیداں شریف۔ سیدی و مرشدی شہنشاہ ولایت قدوۃ الاولیاء اعلیٰحضرت پیر سید علی حسین شاہ صاحب نقش لاثانی قدس سرہ النورانی نے یکم ذوالحجہ ۱۳۹۰ھ بمطابق ۲۷ جولائی ۱۹۷۱ء نے وصال فرمایا۔ اسی تاریخ یعنی ۲۷ جولائی کو آپ کے مزار پُر انوار پر سالانہ عرس مقدس ہوتا ہے جس کا اہتمام تو حضور قبلہ عالم کے فرزند اعز و اکبر صدق و صفا، مخزن جود و سخا اعلیٰحضرت پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ صاحب نقش لاثانی علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے۔ اب یہ آفتاب بھی لحد کے پردے میں جا چھپا لہذا اب سے یہ سالانہ عرس حسب معمول جامع علم و عرفان اعلیٰحضرت پیر سید کرامت علی شاہ صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین آستانہ شہنشاہ ولایت (علی پور سیداں شریف) اور ان کے برادران مکرم مدت ظلالہم کے زیر اہتمام ہو رہا ہے۔ الحمد للہ اس عرس مقدس پر ہمیشہ شرع مقدس کے لطیف و جلیل تقاضوں کو ملحوظ رکھا جاتا ہے لہذا شریعت و طریقت کی عظمت، اہمیت کے دلدادہ حضرات ذوق و شوق سے شامل ہوں اور اپنے ظرف و طلب کے مطابق فیوض و برکات سے دامن دل بھرتے جائیں۔ انشاء اللہ

جناب پیر محمد افضل قادری مدظلہ العالی: کون نہیں جانتا جناب عبدالرحمن عامر چیمہ علیہ الرحمۃ نے عشق رسول سے سرشار ہو کر ایسا کارنامہ سرانجام دیا کہ امت مسلمہ کی لاج رہ گئی۔ حق یہ ہے کہ نبی زندہ ﷺ کا زندہ دل عاشق اپنا سب کچھ قربان کر کے زندہ جاوید ہو گیا۔ عامر کی شہادت یاد آتی ہے تو کسی بزرگ کا یہ شعر بھی آنکھوں کے سامنے گھومنے لگتا ہے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن   خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

پھر جس طرح عامر چیمہ علیہ الرحمہ نے امت کی آبرو بچائی یونہی آستانہ عالیہ مراڑیاں شریف گجرات کے گل سرسبد جناب فخر المشائخ پیر محمد افضل قادری دامت برکاتہم نے اہل سنت کی لاج رکھ لی شاید پیر صاحب خاص دلچسپی نہ لیتے اور مجاہدانہ انداز میں میدان میں در نہ آتے تو لگیتی فرقوں کی نام نہاد جہادی تنظیمیں قبضہ کر لیتیں، چہلم شایان شان طریقے سے ہوتا نہ مزار بن پاتا۔

انشاء اللہ عامر چیمہ علیہ الرحمۃ کے مزار پر نور پر بھی اللہ جل مجدہ کی بارگاہ میں اس کے حبیب مکرم ﷺ کے وسیلے سے کی جانے والی دعائیں ضرور قبول ہوا کریں گی تو خود عامر چیمہ اپنی دعا کیوں نہ مسموع ہوگی۔ شاید یہ اسی کی دعا کا نتیجہ ہے کہ جناب پیر محمد افضل قادری صاحب جیسے رئیس المجاہدین کو یہ سعادت ملی۔ خدا کرے پیر صاحب اتحاد اہل سنت کے لئے بھی تگ و دو کریں۔

☆......☆☆......☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام اور شیطان کے سپوت

قسط: 21

تحریر: ڈاکٹر محمد حسین آسی

گذشتہ قسط میں مغربی اور امریکی معاشرے کی اخلاقی تباہی کا ذکر کیا گیا تھا اور بتایا گیا تھا۔ تہذیب حاضر کے علمبردار نفسانی خواہشات کے غلام بن کر کس حد تک انسانیت کے لئے باعث ننگ وعار بن چکے ہیں۔ تہذیب وتمدن کو آوارگی وعریانی کی نذر کرنے والے یہ عقل وفکر انسانی عظمت سے آشنا ہیں اور نہ اس کا راز جانتے ہیں۔ ظلم وستم کی بنا پر ہی یہ لوگ درندے نہیں، بلکہ شرم وحیا کے نرم ونازک آبگینوں کو توڑنے کی بنا پر بھی حیوانیت سے آگے نکل چکے ہیں۔ مختصر یہ کہ ان کی صرف شکلیں ہی انسانوں سے ملتی ہیں، رہ گئے ان کے کرتوت تو وہ بلاشبہ بہت حد تک حیوانیت اور بہیمیت کی منہ بولتی تصویریں ہیں۔ عیاشی وفحاشی پر ان کا اصرار اتنا افسوسناک اور ہولناک ہے کہ ان کی زندہ لاشیں بھی گویا زمین پر بوجھ ہیں۔ قدرت نے انہیں عبرتناک سزا معاشرتی تباہی اور عدم اطمینان کی شکل میں دی ہے۔ غیرت وحمیت کا جنازہ نکل چکا ہے اور لڑکیاں لڑکے چھوٹی عمروں ہی سے معاشقے شروع کر دیتے ہیں (جیسا کہ گذشتہ قسط میں مذکور ہوا تھا)۔ طلاق کی بھرمار اور شادی سے پہلے عورت اور مرد کا اکٹھے رہنا انتہائی شرمناک ہے۔ مگر انہیں اس سے کیا؟ یہ تو ”بے حیا باش وہرچہ خواہی کن“ کے مصداق ہو چکے ہیں۔

اس طوفان فحاشی اور سیلاب عریانی میں بہہ جانے کا نتیجہ یہ ہے کہ قانون ساز اسمبلیاں بھی اس کے سدباب کی تدابیر سوچنے کے بجائے اس کے جواز کا فتویٰ دے دیتی ہیں۔ چنانچہ لڑکے سے لڑکے کا عقد ہو رہا ہے اور اسے قانونی حمایت بھی حاصل ہو گئی ہے۔ ماں کا وہ جذبہ فطری کہ اس کی گود میں اس کے جگر پارے کھیلیں، اس حیا فروش معاشرے سے ناپید ہوتا جا رہا ہے اور عام عورتیں بھی بدن فروش آوارہ عورتوں کی طرح وقتی اور عارضی تسکین کے حصول تک محدود رہتی ہیں۔ امریکی اور یورپین معاشرے نے جو آزادی عورت کو دی ہے، اس کے نتائج وہاں یہ نکلے۔

”کہ ملک حرامی بچوں سے بھر گیا۔ صرف ایک سال یعنی ۱۹۶۳ء میں وہاں تیس لاکھ پیدا ہوئے۔ خاوند لاکھ بدچلن، غنڈہ اور عیاش ہو، وہ اپنی بیوی کے ہرجائی پن کو برداشت نہیں کر سکتا۔ لیکن جس معاشرے میں جائز وناجائز کا کوئی تصور ہی باقی نہ رہے وہاں بھلا عورت بدکاری سے کیوں رکے۔ اگر اس کا شوہر دیگر خواتین سے لطف اندوز ہو سکتا ہے تو یہ کیوں پیچھے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہاں کا تقریباً ہر گھر چیخ چیخ اور کشمکش کی وجہ سے میدان جنگ بنا ہوا ہے۔ آئے دن طلاقیں ہوتی ہیں۔ اسی میگزین (یعنی لک) میں درج ہے:۔

۱۹۶۰ء میں اٹھارہ لاکھ عورتوں کو طلاق ہوئی۔ اس وقت ان بچوں کی تعداد ایک کروڑ تیس لاکھ ہے، جن کی ماؤں کو طلاق ہو چکی ہے۔ سان فرانسسکو کے ایک اخبار کرانیکل نے ۱۹۶۳ء کے آغاز میں لکھا تھا کہ ملک میں ایسے شوہروں کی تعداد بڑھ رہی ہے جو ایک دوسرے سے اجازت لے کر ان کی بیویوں سے ہم بستر ہوتے ہیں۔ (لک۔ ۲۴ ستمبر ۱۹۶۳ء ص نمبر ۸۱ کالم ۲)

یہی کشمکش خودکشی کے واقعات میں اضافہ کر رہی ہے۔ پاکستان ٹائمز کی اشاعت ۷ مئی ۱۹۶۲ء میں درج ہے۔ کہ ۱۹۶۲ء کے آخری چھ ماہ میں امریکہ کے ایک شہر لاس اینجلیز میں پچھتر ہزار اور کیلیفورنیا ریاست میں پانچ لاکھ افراد نے خودکشی کی۔

فرض کیجئے۔ کہ محلے کی ایک نہایت حسین لڑکی آج جس کے ساتھ شام گزارتی ہے۔ رات کو رخصت ہوتے وقت وہ اگلی شام ملنے کا وعدہ کر جاتی ہے۔ لیکن اگلے روز کسی کارخانے میں یا سڑک پر اسے ایک اور نوجوان مل جاتا ہے جو زیادہ خوبصورت اور زیادہ مالدار ہوتا ہے وہ اس کے ساتھ چلی جاتی ہے۔ شام کے وقت اس کا منتظر عاشق جب اِدھر اُدھر بے قرار ہو کر اردگرد کے کلبوں میں اسے ڈھونڈنے نکل جاتا ہے۔ ایک ناچ گھر میں وہ اسے اس حال میں دیکھتا ہے کہ شراب میں مست نئے یار سے چمٹی ہوئی ناچ رہی ہے۔ دیکھتے ہی جل بھن جاتا ہے پہلے ایک کونے میں بیٹھ کر آٹھ دس جام چڑھاتا ہے۔ سگرٹ پر سگرٹ پیتا ہے اور گھر کو چل دیتا ہے۔ شدت اضطراب سے جب اسے نیند نہیں پڑتی۔ تو ایک درجن خواب آور گولیاں کھا کر لیٹ جاتا ہے اور دو چار گھنٹے میں مر جاتا ہے۔ امریکہ دنیا کا دولت مند ترین ملک ہے۔ وہاں کے چھوٹے بڑے اور مالی بھی کاروں کے مالک ہیں۔ وہاں کی فی کس آمدنی پاکستان سے پچیس گنا زیادہ ہے۔ ہر چیز کی وہاں فراوانی ہے۔ فاقہ و افلاس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ قدرتاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ متمول لوگ یوں دھڑا دھڑ کیوں خودکشیاں کر رہے ہیں۔ جواب صرف ایک ہی ہو سکتا ہے کہ اس کی وجہ عورت ہے۔

فرض کیجئے کہ ایک شخص سفر سے لوٹتا ہے رات کے نو بجے گھر پہنچتا ہے۔ تو بیوی کو کسی اور کی آغوش میں پاتا ہے کیا وہ غصے سے پاگل نہیں ہو جائے گا؟ بعید نہیں کہ وہ اس حالت میں خودکشی ہی کر لے۔ شوہر لاکھ بدمعاش ہو۔ وہ غیرت، حمیت اور رقابت کے جذبات سے معرا نہیں ہو سکتا۔ یہ جذبات جانوروں اور پرندوں میں بھی پائے جاتے ہیں جب ایک شیر اور شیرنی کا جوڑا بن جاتا ہے۔ تو کسی دوسرے شیر کی کیا مجال کہ اس شیرنی سے دل لگی کرے۔

پاکستان ٹائمز کی اشاعت ۲۵ جون ۱۹۶۳ء میں یہ خبر درج تھی کہ افریقہ میں ایک شخص اپنی عورت کی آوارگی سے تنگ آ گیا۔ اسے بہتیرا سمجھایا۔ لیکن وہ باز نہ آئی۔ ایک رات وہ دیر تک بیوی کا انتظار کرتا رہا اور بالآخر باہر کے پھاٹک کو تالا لگا کر سو گیا۔ میم صاحبہ کہیں رات کے تین بجے آئی۔ تالہ توڑ کر اندر چلی گئی۔ خاوند جاگ اٹھا۔ تیل کا ایک ٹین اور کلہاڑا لے کر بیوی کے کمرے میں پہنچا اور اسے کہا کہ میں تمہارے قتل کا فیصلہ کر چکا ہوں۔ بتاؤ کہ تم کلہاڑے سے مرنا چاہتی ہو یا آگ میں جلنا چاہتی ہو۔ بیوی نے ہزار خوشامد کی۔ لیکن شوہر نہ مانا اور بالآخر جلنے کو ترجیح دی۔ چنانچہ شوہر نے اس کے کپڑوں پر تیل چھڑک کر اسے آگ لگا دی۔

انسان لاکھ عیاش و بے حیا بن جائے۔ غیرت کا شعلہ کبھی نہ کبھی بھڑک ہی اٹھتا ہے۔ آج یورپ اور امریکہ میں عورت بیسوا سے بھی زیادہ ذلیل و بے حیا ہے۔ وہاں کا عائلی نظام کاملاً درہم و برہم ہو چکا ہے۔ ملک اولادِ حرام سے بھر گیا ہے اور اس صورت حال سے وہاں کے مفکرین و دانشور مضطرب ہو گئے ہیں۔ اس اضطراب کی جھلک ول ڈیوران اور ٹائن بی کے علاوہ مختلف پادریوں اور فلسفیوں کی تحریرات میں بھی ملتی ہیں۔

یورپ اور امریکہ میں عورت کی آوارگی (جس کا نام ان لوگوں نے عورت کی آزادی رکھا ہوا ہے) نے صرف ایک سو سال کے عرصہ میں ان کے عائلی نظام کو تہ و بالا کر دیا ہے۔ ہر گھر میں ایک دو حرامی بچے موجود ہیں۔ جن سے خاندان کا ہر فرد نفرت کرتا ہے۔ شام کے وقت باپ داشتاؤں کے ساتھ جا رہا ہے۔ تو ماں یاروں کے ساتھ۔ بیٹا گرل فرینڈ کو لئے پھرتا ہے تو

[illegible]

[illegible] نقصانات [illegible] مختلف [illegible]

[illegible]

[illegible] (A.DS) [illegible]

[illegible]

بے ٹل پرندوں پر اترانی ہوئی خدائی اصولوں کو پامال کر [illegible] شکست کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ میدان جنگ تبدیل ہو جاتا ہے۔ انقلاب [illegible] کا غلبہ عیاں ہوتا ہے اور [illegible] کے سارے فرعونی [illegible] طرح ختم ہو جاتے ہیں۔

[illegible] والے خون میں ایڈز کے [illegible] ایک نہایت مہلک مرض کے پنجے میں ہیں

[illegible] رہے ہیں۔ (اسلام اور امن عالم)

[illegible] اور محقق کا فیصلہ ملاحظہ ہو

[illegible] فیصد [illegible] متاثر ہے [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] کے ۸۹ فیصد مریض پائے جاتے ہیں (جلد ۳۳، صفحہ ۳۵)

[illegible] بچوں کی اموات صرف [illegible] ہیں۔ [illegible] کے ماہرین کا [illegible] ۹۰ فیصد [illegible] اس مرض میں مبتلا ہیں [illegible] شادی شدہ [illegible] غیر شادی شدہ بھی [illegible] کا متفقہ بیان ہے کہ شادی شدہ عورتوں کے [illegible] ۷۵ فیصد ایسی [illegible] ہیں جن میں [illegible] کا اثر پایا جاتا ہے۔ (سنت نبوی اور جدید سائنس)

[illegible] نے عجیب بات کی

[illegible]

لہذا ایمان ہماری ہرگز رحم کی جو ... [illegible] ... انتقاد [illegible]

[illegible]

کا اقتباس بھی دیکھ لیں۔

"عورتوں اور مردوں کا میل جول، مخلوط محفلیں اور عفت [illegible]

اب مغرب کی یہ کوشش ہے کہ مسلم ممالک میں بھی ان کا عامل [illegible]

کے حقوق کو سلب کیا ہے۔ انتہائی لغو، ملا اور گمراہ کن ہے [illegible]

کرلی۔ (اسلام اور مغرب کی کشمکش یعنی عزم ہوا [illegible])

ہاں ہاں، موجودہ حکومت مختلف تراکیب اور ذرائع سے مغرب [illegible] کی سے اسلامی

کے تصورات سے "پاک" کیا جا رہا ہے شاید اس کا پاکستان کے بارے میں [illegible]

[illegible]

❖ [illegible] ❖

[illegible] بوقت مغرب [illegible] کول جناح سٹیڈیم سیالکوٹ میں عامر شہید [illegible] پیش

کرے [illegible] کی صدارت جناب مولانا شیخ عبد القدیر صاحب ناظم رنگپورہ سیالکوٹ، تلاوت قاری [illegible] صاحب

[illegible] نعت شریف [illegible] پیش کی۔ [illegible] تلاوت و نعت شریف کے بعد مولانا شبیر احمد قادری صاحب نے اپنے خطاب میں قرآن

حدیث کی روشنی میں [illegible] عامر عبد الرحمن چیمہ شہید کی شہادت کو نہایت احسن انداز سے خراج تحسین پیش کیا بعد میں جناب عارف مجاہد صاحب نے

حاضرین کا مختصر تعارف کرانے کے بعد طلبہ دین حق کی تنظیم تحریک شیران اسلام کا تعارف کرایا۔ بعد میں مولانا مسعود علی صاحب نے اپنے مسعود انداز میں عامر

عبد الرحمن چیمہ شہید کی شہادت کو خراج تحسین پیش کیا کے بعد شاعر اہلسنت [illegible] جناب مولانا مشتاق احمد حنفی صاحب نے اپنے شاعرانہ انداز

میں عامر شہید کو خراج تحسین پیش کیا، پروگرام کے آخر میں شیران اسلام کے مرکزی امیر جناب شجاعت علی مجاہد صاحب نے اپنے علمی اور تحقیقی انداز میں دور

حاضر کے عظیم شہید جناب عامر عبد الرحمن کی شہادت کے بارے میں حاضرین کو آگاہ کیا اور موجودہ دور میں مسلمانوں کو بیداری کی دعوت دی اور حاضرین

نبی پاک ﷺ کی [illegible] سب سے زیادہ مخالفت کرنے والوں کی نشاندہی کروائی۔ یہود و نصاریٰ مسلمانوں کے سینے سے نبی اکرم ﷺ کی محبت نکالنے کے

لئے اپنے پورے وسائل صرف کر رہے ہیں ان کے نزدیک عشق رسول کی دولت چھین لی جائے تو پھر ہی کامیابی ہو سکتی ہے۔ 1897 میں یہودیوں نے

پروگرام تشکیل دیا کہ مسلمانوں کے وسائل پر قبضہ کیا جائے علاوہ ازیں لاکھوں کی تعداد میں مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ آخر میں یورپ میں شائع کردہ گستاخانہ

خاکوں اور مسلمانوں کے ردعمل اور عامر چیمہ شہید کی شہادت پر ایمان افروز روشنی ڈالی اور مسلمانوں کو اس عظیم شہادت سے سبق حاصل کرنے کی تلقین کی،

[illegible] اذان کی حلاوت کی [illegible] سے آگاہ کیا، حاضرین کو عشق رسول کا درس دیا، آخر میں جناب شیخ عبد القدیر ناظم صاحب نے جامع انداز

میں عامر چیمہ کی شہادت کو خراج تحسین پیش کیا اور تحریک ختم نبوت کے مجاہدین کے واقعات پر روشنی ڈالی اور خواہش کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ایسی ہی شہادت

نصیب فرمائے۔ (آمین)

اتحاد ملت

قسط: 41 کی ضرورت

بقلم محمد حسین

[illegible]

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا (آل عمران ۱۰۳)

ترجمہ: اور اللہ کی رسی مضبوطی سے تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔

[illegible]

كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۝ (المؤمنون ۵۳)

ترجمہ: ہر گروہ جو اس کے پاس ہے اس پر خوش ہے

[illegible]

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ (الاحزاب ۳۶)

[illegible]

حضرت یعقوب علیہ السلام کے واقعے میں فرمایا

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (یوسف ۶۷) ترجمہ: [illegible]

ایک اور مقام پر فرمایا

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ

تَسْلِيْمًا ۝ (النساء۔ ۶۵)

ترجمہ: تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں، پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

جب یہ واضح ہو گیا کہ فیصلہ وہی ہے جو خالق کائنات و مالک ارض و سماوات نے اپنی مقدس و مکمل و ثابت ارشادات میں دے دیا اور بیان کر دیا تو کسی مرد یا عورت کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اللہ اور اس کے حبیب مکرم معظم ﷺ کے فیصلے کے مقابلے میں اپنی عقل، اپنی رائے، اپنی مرضی یا کسی کی بیعت و ارادت کو پیش کرے اور جو ایسا نہیں کرتا تو وہ کسی محدث، شیخ الاسلام، شیخ طریقت یا عارف باللہ کا بدعت کہہ یا کسی طرف سے عقیدہ بنانے کا حق حاصل نہیں ہے۔ ایسا شخص (جو اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے ہٹ کے عقائد بنانے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو چکا۔ اب اللہ اور اس کے حبیب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ جو عقائد کی صحت کے معیار کا اعلان کرتا ہے۔ قرآن پاک میں ہے

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا (البقرہ۔ ۱۳۷)

ترجمہ: پھر اگر وہ بھی یونہی ایمان لائے جیسا تم لائے جب تو وہ ہدایت پا گئے

یعنی اے میرے نبی مکرم (ﷺ) کے اصحاب معظم! اگر یہ اہل کتاب و مشرکین اسی طرح ایمان لائیں جس طرح تم لائے ہو تو وہ ہدایت پا گئے۔ گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد کے ساتھ جس کے عقائد ملتے ہوں وہ ہدایت پر ہے اور جس بدنصیب کے عقائد ان کے عقائد کے برخلاف ہوں وہ ہدایت سے دور اور گمراہ ہے۔

یہ تو اللہ جل شانہ کا فیصلہ تھا اب اس کے رسول مکرم ﷺ کا فیصلہ۔

وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَتَفْتَرِقَنَّ اُمَّتِیْ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَةً وَّاحِدَةٌ فِی الْجَنَّةِ وَثِنْتَانِ وَسَبْعُوْنَ فِی النَّارِ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هُمْ قَالَ اَلْجَمَاعَةُ

ترجمہ: اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے میری امت تہتر فرقوں پر منقسم ہوگی ان میں سے ایک جنتی باقی سب دوزخی ہوں گے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ جنتی کون ہوں گے۔ فرمایا جو جماعت سے وابستہ رہیں گے (ابن ماجہ، جلد دوم، باب الفتن)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور مبارک میں ایک ایسا گروہ بھی مدینہ منورہ اور اس کے گردونواح میں موجود تھا۔ جو زبان سے کلمہ شہادت بھی پڑھتا اور روزے کا التزام بھی کرتا مگر انہیں اصحاب کرام رضی اللہ عنہم میں شامل نہیں کیا گیا بلکہ کتاب و سنت نے انہیں منافق فرمایا۔ سورۃ بقرہ بلکہ بہت سی سورتوں میں ان کا ذکر ہے بلکہ ایک مکمل سورت المنافقون انہی کے طرز عمل کے بیان پر مشتمل ہے یہ لوگ وہ تھے جو بظاہر مسلمانوں میں مسلمان کہلاتے تھے ورنہ ان کی فطرت بری طرح مسخ ہو چکی تھی اور نیک و بد اور حق و باطل کے امتیاز سے بالکل عاری ہو چکے تھے۔ جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم عشق رسول ﷺ کے نشے میں چور تھے۔ اسی طرح ان کے برعکس منافق بغض رسول ﷺ کے بحر ظلمات میں ڈوبے ہوئے تھے اور ان کی فطرت اتنی مسخ اور گندی ہو چکی تھی کہ وہ حق دیکھنے اور حق قبول کرنے کی صلاحیت سے بھی محروم ہو چکے تھے۔

صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ۝ (البقرہ۔ ۱۸)

ترجمہ: بہرے گونگے اندھے تو وہ پھر آنے والے نہیں۔

حضور پرنور ﷺ کی ذات اقدس میں انہیں کوئی بھی خوبی (معاذ اللہ) نظر نہیں آتی تھی۔ سچ اگر پوچھتے ہو تو ان کی فطرت ابوجہل اور ابولہب سے بھی تاریک تر تھی۔ اس لئے کہ وہ حضور پرنور ﷺ کی عظمت اخلاق کا اقرار تو کرتے ہی تھے اور کفار مکہ متفقہ طور پر حضور ﷺ کو صادق اور امین کہا کرتے تھے۔ کون نہیں جانتا کہ ہرقل شاہ روم کے دربار میں جناب ابوسفیان نے کافر ہوتے ہوئے بھی حضور پرنور ﷺ کے

[illegible] کے تمام [illegible] حلوت و [illegible] ہوتا تو [illegible]
عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کر [illegible]
[illegible]
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible]
[illegible] کے طور [illegible]
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible] ایمان کے [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
حضرت مولانا [illegible] عبدالقیوم نے

موجب ایمان نباشد معجزات
بوئے جنسیت کند جذب صفات

ترجمہ: ایمان کا اصل سبب معجزات نہیں ہوتے بلکہ (ایمان لانے میں) ہم جنس ہونے کی بو سے جذب صفات پیدا ہوتا ہے (گویا انسان کی فطرت میں [illegible] ایمان [illegible] ہوتا ہے)

(صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چونکہ عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دولت [illegible] تھے تو وہ اللہ تعالیٰ [illegible] صفات کے ساتھ ایمان رکھتے تھے اور حضور پرنور علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام کو ان کے تمام [illegible] کمالات کے ساتھ مانتے تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانتے تھے اور اس کے حبیب کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو اس کی شان یکتائی کا مظہر یکتا سمجھتے تھے۔ ان کا ایمان تھا کہ اللہ جل [illegible] رؤف، رحیم، کریم، عظیم، شہید، کریم، خبیر، علیم ہے تو اس کے فضل سے اس کے حبیب لبیب علیہ التحیۃ والثناء بھی اپنی شان کے مطابق رؤف، رحیم، کریم، عظیم، شہید، کریم اور خبیر، علیم ہیں۔ انہیں یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ سب کا خالق ہے۔ مشکل کا بھی اور مشکلکشا کا بھی، حاجت کا بھی اور حاجت روا کا بھی، درد کا بھی اور دوا کا بھی، مرض کا بھی اور شفا کا بھی۔ پھر اس کے فضل سے اس کے محبوب یکتا صلی اللہ علیہ وسلم ہی جنہیں اس نے ہر مشکل کا مشکلکشا، ہر حاجت کا حاجت روا، ہر بیمار کا مسیحا اور ہر لٹے ہوئے کا مداوا بنایا۔ ہاں اللہ کریم کا حبیب کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ہر داتا کا داتا، ہر گنج بخش کا گنج بخش، ہر غریب نواز کا غریب نواز، ہر غنی کا غنی، ہر شہنشاہ کا شہنشاہ ہے۔ (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم) اللہ کبر سیدنا عبداللہ (رضی اللہ عنہ) اور سیدہ آمنہ (رضی اللہ عنہا) کا نور نظر نبی ہے تو خاتم الانبیاء ہے۔ رسول ہے تو افضل الرسل ہے۔ مطلوب ہے تو اللہ کا مطلوب ہے۔ مقصود ہے تو کائنات کا مقصود ہے۔ سرور ہے تو سرور دارین ہے۔ مالک ہے تو مالک کونین ہے۔ ممدوح ہے تو ممدوح قرآن ہے۔ ممکن ہے تو باعث امکاں ہے۔ ایمان اس کو ماننا، عرفان اسے پہچاننا، فرشتے اس کے سوالی، جبریل علیہ السلام اس کا پیدل۔ انسانیت کا سب سے بڑا پاسبان، اکتساب فطرت کا سب سے بڑا رازداں، انسانی حقوق کا سب سے بڑا علمبردار، تعلیم فکر ونظر کا سب سے بڑا ناصر۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کون ہے جسے اس کریم کے لطف واعطا کا، اس رحیم کے فضل وعطا کا، اس حسین کے حسن اور اس جمیل کے جمال حق نما کا انکار ہو سکے صلی اللہ علیہ وسلم سوا اس کے جو دل کا اندھا ہے، فطرت کا اندھا ہے، باطل کا پرستار ہے، جھوٹ کا خریدار ہے۔ اس کا انکار حیرت انگیز نہیں۔ ہاں ہوتا تو اس کا اقرار تعجب خیز ہوتا۔)

مختصر یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یعنی شمع رسالت کے سچے پروانے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عرش پناہ میں فریاد والتجا بھی کرتے تھے اور یوں اپنا دامن طلب بھی گوہر مراد سے بھرتے تھے۔ نہ تو وہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے منکر تھے، ورنہ حاضر وناظر ہونے کے ادھر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کا تاجدار سمجھتے تھے تو ادھر شفیع روز شمار مانتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ خدا کے سارے خزانوں کی چابیاں اسی محبوب کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے دست مبارک میں ہیں اور دین ودنیا کی ہر نعمت ودولت کے قاسم وخازن حضور والا ہی ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) انہیں یقین تھا کہ خدا جو کچھ بھی دیتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دیتا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ بھی عنایت فرماتے ہیں، اسی کے فضل سے عنایت فرماتے ہیں۔ نبوت معاذ اللہ الوہیت کی ضد یا اس سے ہمسری کا دعویٰ نہیں بلکہ اس کی مظہریت کا نام ہے۔ ہر نبی علیہ السلام بارگاہ خداوندی میں اپنی امت کا وسیلہ ہوتا ہے اور یہ نبی الانبیاء علیہم الصلوۃ

[illegible] اسے وسیلہ سمجھ کر مانگو، تو اللہ ہی سے مانگتا ہے (کہ یہ اس [illegible] حقیقت ہے کہ ہر مسلم و کافر اسے [illegible] تو کبھی کسی بت پرست سے بھی [illegible] مانگتا ہے تو [illegible] تو صرف اللہ ہی سے مانگتا ہے [illegible]

[illegible]

دعا کی ایک صورت [illegible] کی دوسری صورت یہ بھی ہے کہ یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام ہمیں فلاں چیز عطا فرما دیجئے۔ ہاں جب ہم نے رسول اللہ [illegible] مگر وہ لوگ جنہیں اللہ نے انبیاء (علیہم السلام) [illegible] کیوں نہ ہو [illegible] ہیں۔

دیکھو [illegible] بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام سے خدا کی بارگاہ میں دعا بھی کراتے ہیں [illegible] سے مانگتے بھی ہیں [illegible]

یہی [illegible] ہے

موسیٰ علیہ السلام [illegible]

یہ کہ موسیٰ علیہ السلام [illegible] واقعہ بھی قرآن مقدس میں مذکور ہے [illegible] فرعون اور اس کی قوم پر مختلف عذابوں کا [illegible] جب بھی ان پر عذاب [illegible] تو [illegible] حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قرآن پاک کے مطابق ان الفاظ میں [illegible]

لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ (الاعراف۔۱۳۴)

ترجمہ: بیشک تم ہم پر سے عذاب اٹھا دو گے تو ہم ضرور تم پر ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو تمہارے ساتھ کر دیں گے۔

دیکھئے صاف صریح [illegible] موسیٰ علیہ السلام کو مشکل کشا کہہ رہا ہے [illegible] فرعون جیسا خدائی کا جھوٹا مدعی اگر اس طرح کی مشکل کشا کہنا شرک ہوتا تو موسیٰ علیہ السلام ہی اسے سرزنش کرتے اور اپنے معروف جلال کا مظاہرہ فرماتے مگر انہوں نے اسے قطعاً توحید کے خلاف نہ سمجھا۔ پھر اگر موسیٰ علیہ السلام نے اسے توحید کے خلاف نہیں سمجھا تو خداوند کریم ہی اپنے نبی پر معاذ اللہ عتاب فرماتا کہ تمہیں رسول بنا کر بھیجا ہے مشکل کشا بنا کر نہیں بھیجا اے موسیٰ تم تو چھوٹی سے چھوٹی کوتاہی کے تصور پر بھی برہم ہو جاتے ہو حتیٰ کہ اپنے برادر بزرگ کو بھی میری غیرت کی بنا پر معاف نہیں کرتے، فرعون کے بارے میں کیوں خاموش رہے اور کیوں [illegible] سمجھا دیا کہ نبی سے ایسے بے تکا سوال عظمت توحید کے خلاف ہے اور داخل شرک، بلکہ اب تو عذاب ہٹانے کی بجائے اس میں مزید شدت ہی پیدا ہو سکتی ہے۔ نہیں، اسی معبود واحد نے خود اپنے محبوب رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دعا کروانے والے سے عذاب اٹھا لیا (یہ بھی جانتے ہوئے کہ اس نے ایمان لانے کا جھوٹا وعدہ کیا ہے)

دوستو! غور کیجئے دنیا کا کوئی بادشاہ، صدر، گورنر کسی کو اپنا نائب بناتا ہے تو اس کے لائق اسے قدرت بھی عطا فرماتا ہے۔ کیا کبھی بادشاہ کے کسی نائب کو اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے دیکھ کر کسی نے کہا ہے کہ یہ بھی بادشاہ ہے، یا صدر کے نائب کو صدر اور گورنر کے نائب کو گورنر کہا ہے۔ نہیں [illegible] تو اللہ کے نائب کو خدا وہی سمجھ سکتا ہے جو عقل سے بالکل پیدل ہو اور جب کوئی نہیں سمجھتا تو نائب کو خدا سمجھنے کا خطرہ بھی اسی کو محسوس ہوگا جو عقل سے بھی اور دین سے بھی محروم ہے۔ ہاں ہاں بادشاہ کا نمائندہ اپنے عہدے کے لائق اختیارات نہ رکھتا ہو تو یہ اس کی توہین نہیں،

[illegible] بھی تو نہیں ہے۔ [illegible] کوئی بھی اپنے حسب حال [illegible] تصرفات [illegible] رکھتا ہو تو یہ ان کی [illegible] ان کے پیچھے
[illegible] کی مدد کی تو نہیں ہے [illegible] اللہ [illegible] جیسا کہ [illegible] طرف [illegible]
[illegible] اللہ جل [illegible] قدرت خلق [illegible] (علیہ السلام)
میں دکھائے جاتے [illegible] اللہ [illegible] کسی طرح سے کسی شے کی بھی [illegible]
بڑی نہیں ہو [illegible] اللہ [illegible] قوامت [illegible] صفات [illegible] بے شک اللہ [illegible]
[illegible] کے تمام معجزات [illegible] (گویا [illegible] علم والی [illegible] کہ یہ حقائق ہے یعنی [illegible] کی
عطائے) یونہی اللہ کی قدرت کاملہ ذاتی ہے مگر اس کا ظہور [illegible] (اور [illegible]) اللہ مشکلکشا ہے
(مگر [illegible] طور پر ہے) [illegible] مشکلکشا ہے تو [illegible] قدرت [illegible] (یعنی عطائی ہے) [illegible] کہ اللہ نے مجھے بچالیا (تو
حق ہے مگر [illegible] کی نسبت اللہ جل مجدہ کی طرف [illegible] نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے مجھے بچالیا (تو یہ بھی حق ہے مگر یہ نسبت
عطائی ہوگی [illegible] عطائی [illegible] سمجھنا [illegible] کی حماقت [illegible] اشتقات ہے۔ اگر یہ فرق مٹا دیجئے تو فرق مٹانے [illegible] کا کوئی
حق نہیں [illegible] مدد گار زندہ ہے۔

یہ بات تقریباً [illegible] صدی پہلے [illegible] جماعت [illegible] توحید کے موضوع پر لیکچر [illegible] ایک [illegible] (جو غیر
مقلدین کی مسجد کا خطیب بھی تھا) جلسہ میں شامل [illegible] اللہ [illegible] شریک [illegible] صفات میں [illegible]
نہ اس کے افعال میں نہ اس کے اوامر میں۔

تو وہ خطیب [illegible] نفیس ہے۔ [illegible] مدت میں بھی کوئی شریک نہیں، چنانچہ جس لوگ جو حضرت علی کو مشکلکشا کہہ دیتے
ہیں مشرک ہیں۔ میں نے کہا تم بھی سنتے ہو اور اللہ بھی سنتا ہے، یہ بھی شرک ہو گیا لہذا شرک سے بچنے کے لئے اپنے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈلوا
لیں تاکہ تم سننے سے بچ کر شرک سے محفوظ ہو جاؤ۔ پھر میں نے کہا تم بھی دیکھتے ہو اور اللہ بھی دیکھتا ہے تو گویا یہ بھی تمہارے بقول شرک فی الصفات
ہوا، لہذا کوئی گرم سلائی آنکھوں میں پھیر کر اندھے ہو کر شرک سے بچ جاؤ۔ پھر یہ اور سب چھوڑو اللہ زندہ ہے اور تم بھی زندہ ہو، اس کی زندگی سے
نجات حاصل کرو ورنہ جب تک زندہ رہو گے شرک سے نجات نہیں ملے گی۔ میں نے کہا مشکلکشا تو قرآن میں وارد ہی نہیں بلکہ عربی کا لفظ ہی نہیں،
لہ سمیع، بصیر اور حیی (زندہ) یہ سب صفات قرآن پاک میں اللہ سے منسوب ہیں لہذا ان کا بندوبست کرو۔

ہاں جسے مشکلکشا کہتے ہوئے شرک سمجھتا ہے اس کا نام نامی اسم گرامی تو علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) ہے اور علی اللہ نے آیۃ الکرسی میں
اپنے لئے اختیار فرمایا ہے۔ لہذا وہ لفظ مشکلکشا جس کے بارے میں کتاب و سنت میں کہیں تصریح نہیں آئی کہ یہ اللہ کا وصف جمیل یا اسم صفاتی ہے
(کیونکہ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا یہ عربی کا نہیں فارسی کا لفظ ہے) ہاں علی کے بارے میں تو صراحت ہے کہ قرآن پاک میں اللہ جل شانہ کے لئے آیا ہے
لہذا تمہیں کہنا چاہئے تھا کہ انہیں علی نہیں کہنا چاہئے کہ یہ شرک ہے اور پھر تم دیکھتے کہ تمہارے فتویٰ شرک کی زد میں کون آتا ہے سارے اصحاب رسول
رضی اللہ عنہم، سب اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم، سب تابعین رضی اللہ عنہم سب تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم سارے ائمہ مجتہدین، سارے مجددین، بلکہ
ساری امت۔ اور یہی نہیں تمہارا ناپاک فتویٰ شرک تو امت والی ﷺ تک جا پہنچا ہے کہ بے شمار مواقع پر انہوں نے انہیں علی بلکہ بلاتے ہوئے
یا علی بھی فرمایا بلکہ نام مبارک بھی اپنی زبان مبارک سے رکھا۔ یقیناً اس طرح شرک کی دلدل سے خود انہیں نکلنا ناممکن ہے جو محض لفظی اشتراک کی
بناء پر مسلمانوں پر شرک کا فتویٰ لگا کر خود کافر و مشرک بن جاتے ہیں۔ ہاں ہاں ان کی بھدی زبان میں ان کے ناپاک خیال کے مطابق اگر کسی کو
دانائے غیوب سمجھنا شرک ہے کہ دانائے غیوب صرف اللہ ہے، یا کسی اور کو مددگار جاننا شرک ہے کہ مددگار ایک اللہ ہے اور کسی کو مشکلکشا و حاجت روا
گرداننا اس لئے شرک ہے کہ کسی مفہوم میں بھی انہیں کسی اور کی طرف نسبت دینا توحید کے منافی ہے تو کسی اور کو سمیع (سننے والا) البصیر (دیکھنے والا)

[illegible]

... قدرت کا مظہر ہوتا ہے اور اپنی قوت و طاقت کے اعتبار سے دوسروں سے بہت بالا ہوتا ہے۔ حضرت اقبال نے اسی بنا پر فرمایا تھا

زندہ قوت یہی توحید تھی دنیا میں کبھی
اب کیا ہے، فقط اک مسئلۂ علم کلام

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

خدائے وحدہ کا دست قدرت تو، زباں تو ہے
یقیں پیدا کر اے غافل کہ مغلوب گماں تو ہے

حقیقت ہے کہ اسلام کی توحید دنیا کی سب سے بڑی قوت ہے جو بندہ مومن کو خدا کی صفات کا مظہر بنا دیتی ہے مگر یہ عشق رسول سے حاصل ہوتی ہے۔ وہابی و نجدی لوگوں نے عشق رسول کی بجائے بغض رسول کا راستہ اپنایا لہذا دھوبی کے کتے کی طرح نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے۔ انہیں خدا سے تعلق جوڑنے کے لئے بھی نبی کا وسیلہ و واسطہ جو دکھائی دیتا تھا لہذا بچارے سیدھے راستے کی بجائے کسی تاریک پگڈنڈی پر پڑ گئے اور اس میں کہیں گم ہو گئے کہ نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا معلوم، ذاتی غرور و تکبر اور بغض و حسد نے انہیں کہیں کا نہ چھوڑا، وہ مقدس ہستیاں جنہیں اللہ ارحم الراحمین نے محض اپنی رحمت سے امت کے لئے وسیلہ بنایا، انہیں امت کا دادرس و فریادرس، حاجت روا و مشکلکشا بنایا، انہیں ان سب سے بیر ہے۔ روحانی سلطنت میں بھی منصب اقتدار میں ہیں کہ اللہ قادر مطلق نے انہیں ان کے مخصوص مرتبے کے مطابق اپنی خلافت و نیابت سے نوازا ان کو ن

پھر سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ انہوں نے شیطان ملعون کی سرپرستی میں حزبِ مخالف سے اپنی وفاداری وابستہ رکھی۔ حزبِ اقتدار میں اللہ کے پاک رسول، نبی، صدیقین، شہداء، صالحین، اغواث، اوتاد، ابدال واقطاب ہیں تو حزبِ اختلاف میں شیطان کے ساتھ وہ سب شیطان، روے شامل ہیں جو ملعون ہیں۔ [illegible] انبیاء علیہم السلام اور اولیاء علیہم الرحمۃ سے متعلقہ [illegible] سے لوگوں کو ان کے ادب سے دور کرتے رہتے ہیں۔ یہ اتفاق [illegible] کی بات کرتے ہیں تو ایمان کی بنا پر نہیں بلکہ جس طرح یہود و عیسائی حب علی الجسم قائم کرنے کے لئے آیات کا حوالہ دیتے ہیں، یہ اگر [illegible] تصدیق کرتے ہیں تو دل سے نہیں بلکہ زبان سے، یہ اگر درود کی پابندی پر زور دیتے ہیں تو بھی معاذ اللہ یہ تصور جتانے کے لئے کہ رسول وہی علیہ الصلوٰۃ والسلام یا نعوذ باللہ علیہم اور کسی کے کام نہیں آتے بلکہ اپنے اعمال ہی کام آتے ہیں۔

گویا ان کا یہاں بھی عمل ہے اور ان کی عبادت بھی شرارت ہے۔ داتا گنج بخش کے مزار پر جانا تو انہیں شرک سوجھتا ہے مگر بت پرستوں کی مدد بلکہ خود بت پرستی میں بھی انہیں کوئی ہچکچاہٹ نہیں۔ (حق یہ ہے کہ ہم خود بھی ایک تصویر میں ابوالکلام آزاد اور حسین احمد ٹانڈوی عرف مدنی و گاندھی کی معیت میں ایک بت کے سامنے سجدہ ریز ہوتے دیکھ کر حیران ہو گئے) پاکستان دولخت ہو جائے تو مسلمانوں کے لئے گویا قیامت کا دوران ہو مگر ان کے لئے مسرت کا دن ہوتا ہے بھارت کو کسی مسئلے میں ناکامی اور پاکستان کو کامیابی ہو تو ان کا پیچ وتاب بوالبی بڑھ جاتا ہے۔

بڑی بات یہ ہے کہ انہوں نے شیطان کی بہت سی پریشانیاں دور کر دی ہیں اور یوں اس ملعون کے بہت ہی بڑے مشکل کشا ثابت ہوئے ہیں۔ کیونکہ اسلامی حلیے سے آراستہ ہو کر مسلمانوں کو اسلام سے اور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے برگشتہ کرنا شیطان ملعون کے لئے بہت مشکل تھا۔ انہوں نے بڑی مہارت سے نمازیں پڑھ پڑھا کر، خطبے دے دے کر، وعظ سنا سنا کر، بستر اٹھا اٹھا کر بستی بستی جا جا کر اس کی مشکل کشائی کر دی اور اس کی جو حاجت کسی اور طریقے سے بر آنے والی نہیں تھی، ان کی 'حاجت روائی' سے پوری ہو گئی۔ آپ اس بات کو عجیب سمجھیں تو سمجھیں مگر اس کے لئے عجیب نہیں بلکہ روز مرہ کا وطیرہ ہے۔ یعنی ایک شخص ان کی بھولی بھالی شکل دیکھ کر اور ان کی ابتدائی میٹھی میٹھی باتیں سن کر انہیں حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا غلام سمجھ بیٹھتا ہے اور جب ان پر اس کا اعتماد بالکل پختہ اور غیر متزلزل ہو جاتا ہے تو جس ذات پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کی سمت کو سامنے رکھ کر وہ اس 'ذات شریف' کا معتقد ہوا تھا، یہ اسی محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف دل و دماغ میں زہر بھرنے کی کوششوں میں مصروف ہو جاتا ہے۔ آپ نے سوچا کہ شیطان کے لئے یہ کام آسان ہے؟ بہت مشکل۔ مگر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس کے نہایت مقدس لبادے سے آپ کو دھوکا ہو، اس وقت شیطان ہی اس کی شکل وصورت اور لباس میں آیا ہو۔ بہر حال شیطان ہو یا شیطان کا فرزند، دونوں توحید کا نعرہ بہت لگاتے ہیں، ہاں یہ توحید قرآن والی توحید نہیں، نجد والی توحید ہے۔ مختصر یہ کہ ایک توحید تو وہ ہے جو قرآن اور صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی اور ایک توحید وہ ہے جو نجد و دیوبند کے صنم خانوں سے برآمد ہوئی ہے۔ یہ دونوں توحیدیں ایک دوسرے کے برعکس ہیں، افسوس! آج مسلمانوں میں وہ پہلا جذبہ عشق نہیں، وہ قوت ایمانی نہیں، وہ غیرت اسلام نہیں اور وہ شوق جہاد نہیں رہا جو اس امت کا کبھی طرہ امتیاز ہوا کرتا تھا، اس لئے شیطان کے سب فرزند بہت خوش ہیں اور اس کے سب ورکر نہایت سرگرم ہیں۔ اس کا شعبہ 'توحید' تو خصوصاً مدارس، جامعات، اور مساجد تیار کرنے میں بڑی مستعدی دکھا رہا ہے۔ مگر افسوس قرآنی توحید والا، رسول اکرم و اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتوں کا دم بھرنے والا، اہل بیت اطہار اور اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کا دلدادہ، حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرضوان کا وابستۂ عقیدت حضور شاہ ولایت اور حضور نقش لاثانی قدس سرہما کے جلووں سے اپنی آنکھیں مستنیر کرنے والا، زمانے کی گردش سے بے خبر ہے اور حالات کو درست سمت پر چلانے کے جذبے سے بے نیاز ہے۔

بجھی عشق کی آگ، اندھیر ہے
مسلماں نہیں، راکھ کا ڈھیر ہے

کسی نے مرزائیوں کی طرح رشتے داری میں اسے پھنسایا، کسی نے دوستی کے لبادے میں اسے لوٹا، کسی نے شیخ القرآن اور شیخ الحدیث کے منصب پر براجمان ہو کر اسے غیرت عشق سے محروم کیا، کبھی غربت نے اس کا کچومر نکالا اور کہیں بے روزگاری نے اسے مار ڈالا۔ گویا دشمن اسے مارتے گئے اور یہ مار کھاتا رہا، اور یہاں تک بے حس ہو گیا کہ مار سے بچنے کی تدبیر سے بھی لاتعلق ہو گیا۔

[illegible] شرک سے [illegible]

[illegible] قرآن کی توحید سے [illegible] توحید [illegible]

کرو دیا ہے کہ اس سے ان کی [illegible] ان کے [illegible] دشمن [illegible] گئی ہیں۔ [illegible]

والی [illegible] کتاب قرآن مجید بھی شرک [illegible] کی ایسے [illegible] پوچھیں [illegible]

جیسے مقدس ناموں میں قرآن پاک سے اور حدیث کے حوالوں کا استعمال [illegible] شرک [illegible] قرآن پاک [illegible]

جناب [illegible] کرتے ہیں تو [illegible]

وما نقموا إلا أن أغناهم الله ورسوله من فضله (توبہ ۷۴)

ترجمہ اور انہیں کیا برا لگا یہی نا کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

یونہی حدیث پاک میں وارد ہوا

آپ سوال کریں [illegible] آپ فرمائیں

اللہ اور اس کے رسول [illegible] بھی مددگار ہوتے ہیں تو [illegible] قرآن پاک سے پوچھے [illegible]

إنما وليكم الله ورسوله والذين آمنوا الذين يقيمون الصلوٰة ويؤتون الزكوٰة وهم راكعون ○ (المائدہ ۵۵)

ترجمہ تمہارے مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے اور زکوٰۃ دیتے [illegible]

بلکہ وہ تو آپ ﷺ کے مددگاروں کی فہرست کا [illegible] کرتا ہے

فإن الله هو مولاه وجبريل وصالح المؤمنين والملائكة بعد ذلك ظهير ○ (تحریم ۴)

ترجمہ بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

ہاں یہ تو بتائیے [illegible] کافی ہے اور قرآن پاک [illegible] ملتے میں کیا وعید [illegible]

وقالوا حسبنا الله ونعم الوكيل ○ (آل عمران ۱۷۳)

ترجمہ اور [illegible] کہ [illegible] کی خبریں [illegible] آپ کہہ دیں کہ میرے لئے اللہ [illegible]

رسول ﷺ کافی ہیں۔ [illegible] قرآن پاک [illegible] جہاں [illegible] بھی فرما دیا۔

يا أيها النبي حسبك الله ومن اتبعك من المؤمنين ○ (الانفال ۶۴)

ترجمہ غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) اللہ تمہیں کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہوئے

علم غیب کے بارے میں جہاں [illegible]

وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها إلا هو (الانعام ۵۹)

ترجمہ اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انہیں وہی جانتا ہے۔

وہیں پر صراحت بھی فرما دی

عالم الغيب فلا يظهر على غيبه أحدا ○ إلا من ارتضى من رسول (الجن ۲۶،۲۷)

ترجمہ غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے

قرآن پاک میں تضاد نہیں ہو سکتا کہ [illegible] جس میں شک کی گنجائش نہیں

پھر بھی بظاہر یہ متضاد مفہوم کیوں نظر آتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ان مفاہیم میں قطعی تضاد نہیں۔ جہاں فرمایا اللہ ہی مددگار ہے [illegible]

پر مددگار وہی ہے اور جہاں دوسرے مددگاروں کا ذکر [illegible] مددگاری [illegible] ہے۔ اسی طرح علم غیب اور دوسرے مسائل میں

[illegible] علم بھی [illegible] خود پر [illegible] ۔ [illegible] کو بحث [illegible] کا بہت شوق تھا۔ بحث کے دوران میں نے کہا اللہ کا علم
[illegible] اور حضور ﷺ کا [illegible] عطائی ہے [illegible] ۔ [illegible] عام [illegible] جو مجھ سے بات کرنا کہنے لگا
[illegible] میں نے پوچھا ان کا علم ذاتی ہے یا عطائی [illegible] عطائی
[illegible]
اس فرق کو پہلے بھی توحید [illegible]

خدا کے علم کو عطائی [illegible] سے [illegible] ہو جاتا ہے۔ ایمان ختم ہو جاتا ہے۔ [illegible] ایمان کے ختم جانے سے کوئی دلچسپی نہیں، گستاخی [illegible] ان کے سوال کی [illegible] پاک پر غور و فکر [illegible] کی انہیں ضرورت نہیں۔ حضرت مجدد ملت نے یہاں ایک نکتہ بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے، جس [illegible] خوش ہوں گویا [illegible] بحث کا خلاصہ ہے (اگرچہ [illegible] دقیق ہے مگر نہایت مبارک [illegible] اور باطل [illegible] ہے)

فرق و مناسبہ لغویہ۔ نسبت [illegible] دو قسم ہے حقیقی کہ مسند الیہ حقیقۃً [illegible] سے متصف ہو اور مجازی کہ کسی علاقہ سے غیر متصف کی طرف نسبت [illegible] جیسے [illegible] جالس سفینہ کو متحرک کہتے ہیں حالانکہ حقیقۃً [illegible] کشتی [illegible] متحرک ہیں۔ پھر حقیقی بھی دو قسم ہے ذاتی کہ خود اپنی ذات سے [illegible] عطائی کہ [illegible] حقیقۃً متصف [illegible] اس وصف سے متصف ہو جیسے [illegible] الثبوت میں [illegible] ان سب صورتوں کی [illegible] تمام [illegible] قرآن و احادیث میں شائع و [illegible] مثلاً [illegible] عام [illegible] کہنا۔

فرق ذاتی و عطائی قرآن عظیم میں جابجا [illegible] رسل اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نسبت لفظ علیم وارد ہے حقیقت عطائیہ ہے۔ یعنی عطائے الٰہی [illegible] حقیقۃً متصف علم ہیں اور مولیٰ عزوجل نے اپنے نفس کریم کو علیم فرمایا یہ حقیقت ذاتیہ ہے کہ وہ کسی کی عطا سے [illegible] ذات سے عالم ہے۔ [illegible] کہ ان اطلاقات میں فرق نہ کرے۔ [illegible] مسائل شرکیہ [illegible] علم غیب و تصرفات و مدد و سماع فریاد [illegible] اسی فرق نہ کرنے پر مبنی ہیں"۔

جملہ معترضہ [illegible] طول پکڑ گیا۔ بات تو یہ ہو رہی تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عشق و ادب کی راہ پر چل رہے تھے اس لئے اللہ کی ذات و صفات پر ان کے اطمینان کے ساتھ ایمان رکھتے تھے اور یہ دل کا اطمینان بھی دراصل محبوب خدا سرور دو عالم حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی محبت و صحبت کے فیض سے تھا۔ انہیں منافقین کے برعکس اللہ کے محبوب ﷺ ہر محبوب سے محبوب تر تھے۔ آج بھی اگر کوئی حق کے راستے پر چلنا چاہتا ہے اور سچے اسلامی عقائد کی تلاش میں ہے تو قرآن پاک کی رو سے اسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نقش قدم پر چلنا ہوگا۔ چنانچہ آپ تحقیق کر کے دیکھیں تو اہل سنت کے جن عقائد کو مخالفین شرک سے تعبیر کرتے ہیں صدر اسلام میں وہ سب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عقائد تھے اور خود ان مخالفین کا شجرہ عقائد و افکار اصحاب عظام علیہم الرضوان سے نہیں بلکہ منافقین سے ملتا ہے، مثلاً آج انہیں حضور پر نور ﷺ کے علم غیب سے انکار ہے تو ابتدائے تاریخ اسلام میں منافقین مدینہ بھی حضور ﷺ کے علم غیب کے منکر تھے۔ آج انہیں حضور پر نور ﷺ کی مددگاری، مشکل کشائی اور حاجت روائی سے انکار ہے تو دور اول میں منافقین کا طرز فکر بھی یہی تھا۔ اس کے برعکس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مددگار، مشکل کشا و حاجت روا بھی سمجھتے تھے۔ آج ادب رسول ﷺ کی جن ادا کو منافقین نے شرک ٹھہرا لیا ہے تو یہ سبق بھی انہوں نے انہیں منافقین کے مکتب بغض و حسد اور مدرسہ کبر و غرور سے حاصل کیا ہے۔ پہلے منافقین بارگاہ رسالت ﷺ کی حاضری سے حتی المقدور رکتے اور روکتے تھے، آج بھی منافقین کا یہ طرز عمل ہے۔ یہ الگ بات ہے ان گندم نما جو فروشوں کا پہلا نام آیات و روایات میں منافقین تھا۔ پھر [illegible] میں [illegible] کے نام سے سامنے آئے اور دور حاضر میں جب انگریزوں کی نظر کرم بھی ان کے شامل حال ہوئی تو اہل حدیث اور دیوبندی کہلائے۔

توحید اور محبوبانِ خدا کے کمالات

قسط: 64

پروفیسر محمد حسین آسی

(غزوۂ حنین کے حوالے سے)

گزشتہ قسط میں آپ نے فتح مکہ میں رونما ہونے والے معجزات سے اپنے ایمان کی آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ اب غزوۂ حنین کمالات و معجزات کا ذکر ملاحظہ فرمائیے اور اس حقیقت کو پیش نظر رکھئے۔ ایسے ہی موقع پر حضرت نسیم دعوت نے لکھا:

بشنا کی حضرت حوا کا بدولت حنین آورد تصرف دے پنہاں بحکم آشکار شد

پہلے اس غزوۂ حنین کا پس منظر اجمالی طور سے ذکر کرتے ہیں۔ وادی حنین مکہ معظمہ سے چودہ پندرہ میل کے فاصلے پر ہوازن کا مسکن تھا۔ فتح مکہ کو دیکھ کر بہت سے قبائل اسلام کی حقانیت کی دلیل جان کر اس کے حلقہ بگوش ہو گئے مگر ہوازن جنھیں اپنی قوت پر بیا ناز تھا کہ اس سے پہلے بھی قریش سے لڑتے رہتے تھے حتیٰ کہ حرم اور حرمت والے مہینوں میں بھی جنگ سے باز نہیں آتے تھے، کفر و شرک کے دفاع کی تیاریاں کرنے لگے۔ ان کے رشتہ دار بنو ثقیف کا بھی یہی حال تھا۔ فتح مکہ کے بعد طرف و کناف کے قبائل تہس نہس کیے گئے تو ہوازن اور بھی مشتعل ہو گئے۔ ہوازن کے سردار مالک بن عوف اور ثقیف کے امیر کنانہ بن عبد یالیل نے صلاح مشورے کر کے تیس ہزار کا لشکر جمع کر لیا۔ سپہ سالار اعلیٰ مالک بن عوف کے حکم کے مطابق لشکریوں کی بیویاں بچے اور مال مویشی بھی ساتھ آئے تھے۔ حضور پرنور ﷺ نے عبداللہ ابن ابی حدرد رضی اللہ عنہ کو کفار کی سرگرمیوں کا جائزہ لینے بھیجا۔ انھوں نے چشم دید حالات کی رپورٹ پیش خدمت کی۔

حضور پرنور ﷺ دس ہزار اصحاب اور دو ہزار طلقائے مکہ کو لے کر حنین کی طرف روانہ ہوئے (اس سفر میں امہات المؤمنین میں سے حضرت ام سلمیٰ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہن بھی شریک سفر تھیں) طلقائے مکہ میں اگرچہ مخلص حضرات بھی تھے مگر ایسے بھی تھے جو ابھی تک پوری طرح اسلام کی فتح سے خوش نہیں تھے اور بعض شیبہ بن عثمان جیسے لوگ بھی تھے جو موقع پا کر حضور پرنور ﷺ کو شہید کرنے کے پروگرام سے شامل لشکر ہوئے تھے۔ بعض مسلمانوں کی زبان سے جنگ سے پہلے یہ جملہ نکل گیا۔ لَنْ نُغْلَبَ الْيَوْمَ مِنْ قِلَّةٍ (یعنی آج ہم تعداد کی کمی کے باعث ناکام نہیں ہوں گے) حضور ﷺ کو سخت ناگوار گزرا۔ بعض نے مکہ اور مدینہ کے بہادروں کی کثرت دیکھ کر کہا اَلْاٰنَ نُقَاتِلُ حِيْنَ اجْتَمَعْنَا (یعنی آج ہم جب اکٹھے ہو کر دشمن کا مقابلہ کریں گے تو لڑنے کا مزہ آ جائے گا) حضور ﷺ نے اسے بھی ناپسند فرمایا۔

چنانچہ گھات میں چھپے ہوئے جنگجوؤں نے تیروں کی بارش کی تو لشکر اسلام کی کثرت کے پاؤں اکھڑ گئے ظاہر ہے یہ طرز تکبر اور نخوت و غرور کی سزا تھی۔ حضور ﷺ کی بے مثال استقامت سے لشکر دوبارہ اکٹھا ہوا اور بپھرے کے چیلے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ نکلے۔

غیب کی خبر اب آئیے چند کمالات و تصرفات کا ذکر کریں

حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ نے جنگ سے ایک روز پہلے عرض کیا یا رسول اللہ! میں لشکر اسلام کے آگے آگے جا رہا تھا، جب میں

علاں پہاڑ پر چڑھا تو دیکھا سارا قبیلہ ہوازن عورتوں بچوں، اونٹوں اور بکریوں سمیت سامنے وادی میں اکٹھا ہو چکا ہے تو سرکار دو عالم ﷺ نے بڑے اطمینان سے فرمایا۔

تِلْكَ غَنِيمَةُ الْمُسْلِمِينَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ

ترجمہ: کل یہ تمام چیزیں مسلمانوں کا مال غنیمت بن جائیں گی، ان شاء اللہ

سفید رنگ کے آدمی: ۱۰ شوال منگل کی شام کو حضور پر نور ﷺ وادی حنین میں تشریف فرما ہوئے مالک بن عوف نے لشکر اسلام کا جائزہ لینے کیلئے تین جاسوس بھیجے۔ وہ واپس گئے تو کانپ رہے تھے۔ مالک نے کہا تمہارا خانہ خراب' کیوں کانپتے ہو۔ بولے جب ہم مسلمانوں کی لشکرگاہ میں پہنچے تو ہم نے سفید رنگ کے آدمی ابلق گھوڑوں پر سوار دیکھے ہم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ بخدا ہمیں تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ ہماری جنگ اہل زمین سے نہیں اہل آسمان سے ہے۔ ہماری مانو تو اپنی قوم کو واپس لے جاؤ، اگر دوسروں نے بھی یہ منظر دیکھ لیا تو سردو بد، عدم ہو جائیں گے، مالک نے کہا تم پر افسوس تم سارے لشکر سے زیادہ بزدل ہو اور اس کے حکم پر انہیں الگ مکان میں بند کر دیا گیا۔ پھر متفقہ طور پر سب سے بہادر آدمی کو اسی مقصد کیلئے بھیجا گیا، اس کا رنگ بھی اڑا ہوا تھا، پسینہ بہہ رہا تھا اور تھر تھر کانپ رہا تھا۔ اس نے بھی مالک کے پوچھنے پر ویسی ہی رپورٹ دی مگر اس نے جنگ کا ارادہ ترک نہ کیا۔

سچے نبی ﷺ کی شجاعت و استقامت اوپر آپ پڑھ چکے ہیں کہ بعض فرزندان اسلام نے اپنی کثرت قوت و شوکت پر ناز کیا تو اس کی نحوست کی بنا پر پہلے پہل لشکر اسلام کے پاؤں اکھڑ گئے۔ مگر اس موقع پر بھی اللہ کے حبیب لبیب ﷺ جو خچر کو اپنی سواری سے مشرف فرما رہے تھے، پوری طرح مطمئن تھے اور آہستہ آہستہ (لشکر کفار کی طرف) آگے ہی بڑھتے جا رہے تھے۔ تیروں کی اس برسات میں حضور پر نور ﷺ نے دائیں طرف رخ انور موڑا اور بلند آواز سے پکارا

يَا أَنْصَارَ اللّٰهِ وَأَنْصَارَ رَسُولِهِ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ إِلَيَّ أَيُّهَا النَّاسُ

ترجمہ: اے اللہ اور اس کے رسول کے مددگارو میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں، میری طرف پلٹو۔ ا

یہی وہ موقع تھا جس کا بیان قرآن پاک میں یوں آیا

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے خچر کی لگام پکڑی ہوئی تھی، حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے رکاب تھامی ہوئی تھی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض حضرت ابوسفیان کی مجاہدانہ تیغ زنی کو دیکھ حضور پر نور ﷺ سے راضی ہونے کی سفارش کی تو جان رحمت ﷺ نے دعا فرمائی غفر الله له كل عداوة عادانيها (یعنی اس نے جو عداوت بھی میرے ساتھ روا رکھی اللہ اسے بخشے)

جملہ معترضہ خیال فرمایئے حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نے بخشا بلکہ اللہ سے بخشش کی دعا مانگ رہے ہیں۔ گویا حضور ﷺ کی دشمنی، گستاخی ایسا بدترین جرم ہے جسے اللہ جل جلالہ نے جو حافظ و طالب محبوب ہے، اپنے حوالے رکھا۔ سورۃ مزمل میں ہے۔

وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا ۝ (المزمل۔۱۱)

ترجمہ: اور مجھ پر چھوڑ دو، ان جھٹلانے والے مالداروں کو اور انہیں تھوڑی مہلت دو

بہرحال پھر آیئے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی سعادت کے ذکر کی طرف۔ خود فرماتے ہیں حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اخی (اے میرے بھائی) تو (مارے خوشی کے) فَقَبَّلْتُ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ (یعنی میں نے رکاب میں حضور ﷺ کے پائے اقدس کو بوسہ دیا) حضور جان نور ﷺ نے فرمایا

أَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ مِنْ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

ترجمہ: ابوسفیان بن حارث جوانان جنت میں سے ہیں

ا: [illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت فاضل بریلوی نے [illegible]

جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں ... در بدر یونہی خوار پھرتے ہیں

مٹھی بھر سنگریزے: [illegible] (نے تاریخ میں) اور بیہقی نے عمرو بن سفیان ثقفی سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حنین کے دن ایک مٹھی بھر سنگریزے لئے اور [illegible] چہروں پر مارا [illegible] ہو گئی۔ اس وقت یوں محسوس ہوتا تھا کہ ہر ایک پتھر [illegible] ہماری تلاش ہے۔

(الخصائص الکبریٰ)

بعض روایت کے مطابق حضور پرنور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو مٹھی بھر سنگریزے دینے کا ارشاد فرمایا تو آپ کا خچر خود بخود جھک گیا یہاں تک کہ اس کا پیٹ زمین سے جا لگا۔ حضور پرنور ﷺ نے کنکریوں کی مٹھی بھر کر کافروں کی طرف پھینکا اور زبان پاک سے فرمایا

شَاهَتِ الْوُجُوْهُ هُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ

ترجمہ دشمنوں کے چہرے بدنما ہو جائیں، ان کی مدد نہیں کی جائے گی

چنانچہ دشمنوں کا ایک سپاہی بھی ایسا نہ رہا جس کی آنکھوں میں وہ کنکریاں نہ پڑی ہوں۔ دشمن کے سپاہی ہر طرف تھے اور وہ سب کے سب دیکھنے سے معذور ہو گئے۔

یہ واقعہ غزوہ بدر میں بھی پیش آیا تھا۔ حضور پرنور ﷺ کی یہی ادائے دلبرانہ تھی جس کا ذکر قرآن پاک نے یوں فرمایا۔

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال۔۱۷)

ترجمہ اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی، بلکہ اللہ نے پھینکی۔

[illegible] سے وہ بھاگ گئے
[illegible] ہے۔

[illegible] کیسی لشکر یاں تھیں وہ
جن سے لڑتے کافروں کا لشکر [illegible]

[illegible]

[illegible]	سراپا انتظار [illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

فرشتوں کا نزول: [illegible] ابونعیم اور بیہقی نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ غزوہ حنین میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا [illegible] ایک سیاہ چادر [illegible] آسمان سے [illegible] اور قوم کے [illegible] ہماری شکست کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔ ہم [illegible] یہ شک نہیں کرتے کہ وہ فرشتے تھے۔ (الخصائص الکبریٰ)

دست اقدس کی برکات: [illegible] ابونعیم اور ابن عساکر کے مطابق [illegible] فرماتے ہیں کہ غزوہ حنین میں میری پیشانی پر ایک [illegible] حضور ﷺ نے میرے چہرے سینے اور پیٹ تک [illegible] دست اقدس [illegible] کے سینے کے اس حصے [illegible] دست اقدس پھرا تھا۔ وہ نشان ایسا تھا جیسے گھوڑے کی پیشانی پر پھیلی ہوئی سفیدی۔ (الخصائص الکبریٰ)

لعاب مبارک کی تاثیر: [illegible] حضرت عبدالرحمن بن ازہر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ خالد بن ولید غزوہ حنین کے دن زخمی ہوئے [illegible] رسول اکرم ﷺ نے ان کے زخم پر لعاب مبارک لگایا [illegible] وہ اچھے ہو گئے۔ (الخصائص الکبریٰ)

شیبہ بن عثمان کی کایا پلٹ: ابوالقاسم [illegible] بیہقی، ابونعیم اور ابن عساکر میں حضرت شیبہ بن عثمان (رضی اللہ عنہ) کی روایت یوں ہے آپ فرماتے ہیں جب نبی اکرم ﷺ نے حنین والوں سے جہاد کیا تو مجھے اپنے باپ اور چچا کو یاد کیا کہ ان کو حضرت علی اور حضرت حمزہ (رضی اللہ عنہما) نے قتل کیا تھا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج کے دن (حضرت) محمد (ﷺ) سے میں اپنا انتقام لوں گا۔ چنانچہ میں آپ ﷺ کے قریب آیا تو میں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور ﷺ کی دائیں طرف دیکھا۔ سوچا چچا ہیں چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔ بائیں طرف آیا تو ابوسفیان بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، دل میں کہا یہ چچازاد ہیں، چھوڑنے والے نہیں۔ چنانچہ پھر میں پیچھے سے آیا اور قریب تھا کہ تلوار سے حملہ کرنے میں کوئی دقت نہیں تھی۔ مگر اس وقت میرے سامنے بجلی کی طرح آگ کا ایک شعلہ بلند ہوا اور میں ڈر کے مارے پیچھے ہٹ گیا۔ رسول اکرم ﷺ نے میری طرف مڑ کر دیکھا اور فرمایا شیبہ میرے قریب آؤ (اُدْنُ یَا شَیْبَۃ) میں قریب ہوا تو حضور پرنور ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ پھیر کر دعا فرمائی

اَللّٰهُمَّ اَعِذْهُ مِنَ الشَّیْطَانِ

ترجمہ: اے اللہ اسے شیطان سے پناہ عطا فرما۔

میں نے حضور ﷺ کی طرف نظر اٹھائی تو مجھے کان، آنکھ اور جان سے بھی محبوب تر ہو چکے تھے اور جو کچھ (وہ اس ارادے سے کہیں بہتر تھا) جو تیرے بارے میں کہا (کفر طغیان) میرے اندر اللہ تعالیٰ نے اسے نکال دیا تھا۔ پھر ارشاد عالی ہوا قریب ہو اور (کفار سے) جہاد و قتال کرو۔ سو میں حضور ﷺ کے آگے اپنی تلوار سے قتال کرنے لگا۔ اللہ جانتا ہے کہ اس وقت میں حضور ﷺ پر جان تک قربان کرنے کیلئے تیار ہو گیا، بلکہ

باپ بھی سامنے آتا تو میں اسے بھی تہ تیغ کر دیتا۔

اس کے بعد حضور پر نور ﷺ اپنے حجرہ مبارک میں جلوہ گر ہو گئے تو میں بھی محض دیدار کی نیت سے حجرہ مقدس میں داخل ہو گیا۔ حضور پر نور ﷺ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا شیبہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ارادہ فرمایا، پھر حضور ﷺ نے میرے جی میں چھپی ہوئی باتیں جنہیں میں نے کبھی کسی سے بیان نہیں کیا تھا سب کی سب مجھ سے بیان کر دیں (جس کی بنا پر) مجھے کہنا پڑا:

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضور اس کے رسول ہیں (ﷺ)

پھر میں نے فریاد کی اِسْتَغْفِرْ لِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (یا رسول اللہ میرے لئے بخشش طلب کیجئے) تو فرمایا غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ (اللہ تجھے بخشے)

وضو کا اہتمام ابونعیم نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ہم نے ہوازن سے جہاد کیا۔ ہمیں بہت زیادہ مشقت پیش آئی۔ مشکیزے میں ایک قطرہ پانی تھا۔ حضور پر نور ﷺ نے منگوایا۔ اسے آپ نے ایک پیالے میں الٹا۔ چنانچہ ہم نے اس سے وضو کرنا شروع کیا حتیٰ کہ ہم سب نے وضو کر لیا۔

رحمت تمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جلوۂ رحمت میدان جنگ میں حضور پر نور سرکار رحمۃ للعالمین ﷺ نے ایک عورت کی لاش پڑی ہوئی دیکھی تو برہمی کا اظہار فرمایا اور ایک آدمی کو دوڑایا کہ وہ خالد بن ولید (رضی اللہ عنہ) کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ پیغام پہنچائے کہ حالات کتنے ہی اشتعال انگیز ہوں لیکن بچوں اور عورتوں کو قتل کرنے کی ہرگز اجازت نہیں۔

غزوہ حنین کے بعد بھگوڑوں کا ایک حصہ اوطاس بھاگ گیا تو انہیں وہاں بھی شکست سے دوچار ہونا پڑا تو یہاں کے امراء بیست اور جنگی قیدی بھی ادھر پہنچا دیئے گئے۔ متکفین کو تاکید فرمادی گئی کہ اسیران جنگ کی دیکھ بھال کرنے میں کوتاہی نہ برتی جائے۔

(نوٹ یہ ہے محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء کا سلوک غیروں سے آج بدبخت بش کا سا بیت کے ساتھ جو رویہ ہے اس کو سامنے رکھ کر فیصلہ کیجئے کیا اسلام کے سوا بھی کہیں اس دامن اعدل وانصاف اور رحم وکرم کی کوئی گنجائش نظر آتی ہے)

طائف کا محاصرہ ہوازن سے بھاگنے والے اکثر و بیشتر طائف میں پناہ گزیں ہو گئے۔ مالک بن عوف جسے جنگ کا سب سے زیادہ شوق تھا، بھگوڑوں میں سب سے آگے تھا۔ چنانچہ قلعہ طائف کا محاصرہ کر لیا گیا۔ یہاں بہت سے غلام بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور حسب وعدہ آزادی سے بہرہ ور ہوئے۔ حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورے منجنیق اور دبابہ کا استعمال ہوا۔ محاصرہ لمبا ہو گیا تو بعض حکمتوں کی بنا پر اسے اٹھالیا گیا۔ ایک حکمت تو بالکل ظاہر تھی کہ مسلمانوں کے اخلاق سے متاثر ہو کر سب بنو ہوازن اور اکثر (اہل طائف) بنو ثقیف نے اسلام بھی قبول کر لیا۔ پھر دوسری حکمت یہ کہ شوال کے اختتام میں چند دن باقی تھے اور آگے حرمت والے مہینے شروع ہونے والے تھے (جن میں جنگ وجدال جائز نہیں)۔ علاوہ ازیں حضرت نوفل بن معاویہ دیلمی رضی اللہ عنہ نے محاصرہ جاری رکھنے کے سلسلے میں مشورہ پوچھنے پر عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) ایک لومڑی بھٹ میں گھسی ہوئی ہے اگر آپ وہاں ٹھہرے رہیں گے تو ضرور اس کو پکڑ لیں گے اور اگر آپ اس کو نظر انداز کر دیں تو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

ابوسفیان بن حرب کا ڈھیلا ایک دن اہل طائف نے تیروں کی بارش سی برسا دی تو حضرت ابوسفیان (جو فتح مکہ تک کفار مکہ کے چیف کمانڈر رہے) کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی۔ وہ ڈھیلا ہاتھ پر رکھے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو ارشاد ہوا۔ ابوسفیان! تم اس کے بدلے میں جنت میں آنکھ لینا چاہتے ہو یا دعا کروں یہی آنکھ درست ہو جائے۔ انہوں نے جنتی آنکھ کو ترجیح دی اور ڈھیلا زمین پر دے مارا۔ دوسری آنکھ جنگ یرموک میں حضور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ضائع ہو گئی

رحمت عالم ﷺ کی دعائے رحمت طائف کا محاصرہ اٹھاتے وقت بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) ثقیف کے خلاف دعا کیجئے تو سرکار دو عالم ﷺ نے انہیں دعائے خیر سے نوازا اور عرض کیا اَللّٰهُمَّ اهْدِ ثَقِيْفًا وَّائْتِ بِهِمْ (اے اللہ

ثقیف کو ہدایت عطا فرما کر میرے پاس بھیج دے) چنانچہ یہ لوگ جلد ہی مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اور بارگاہ رسالت ﷺ میں دولت ایمان سے مالا مال ہو کر لوٹے۔

وفد ہوازن: حضور پر نور ﷺ طائف سے جعرانہ تشریف لے آئے تو ہوازن کی طرف سے چودہ آدمی وفد بنا کر زہیر بن صرد کی قیادت میں حاضر ہوئے۔ ان میں حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کے چچا ابو برقان بھی تھے۔ ان سب نے اسلام قبول کر لیا۔ ابو برقان اور پھر زہیر بن صرد (رضی اللہ عنہما) نے قیدیوں کی رہائی کیلئے فریاد کی۔ نیز زہیر نے ایک قصیدہ بھی پڑھ کر سنایا جو درج ذیل شعر سے شروع ہوتا تھا۔

اُمْنُنْ عَلَیْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فِیْ کَرَمٍ ۔۔۔ فَاِنَّکَ الْمَرْءُ نَرْجُوْہُ وَنَنْتَظِرُ

ترجمہ: اے اللہ کے رسول ہم پر ازراہ کرم احسان فرمایئے کیونکہ آپ کی ذات پاک ہی ایسی ہے جس سے خیر کی امید کی جاتی ہے اور جس کے احسان کا انتظار کیا جاتا ہے

اب آگے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے الفاظ میں واقعہ نہایت اختصار سے سنیے

"جب وفد ہوازن خدمت اقدس حضور سید عالم ﷺ میں حاضر ہوئے اور اپنے اموال و اہل و عیال کے مسئلہ میں بیعت میں لائے تھے، حضور سے مانگے اور طالب احسان والا ہوئے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا

اِذَا صَلَّیْتُمُ الظُّهْرَ فَقُوْلُوْا اِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَوِ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ نِسَائِنَا وَاَبْنَائِنَا

(جب تم ظہر کی نماز پڑھ چکو تو کھڑے ہونا اور یوں کہنا: ہم رسول اللہ ﷺ سے استعانت کرتے ہیں مومنین پر اپنی عورتوں اور بچوں کے باب میں (النسائی ۔۔۔۔) حدیث فرمائی۔ سید عالم ﷺ نے جس میں تعلیم فرمائی کہ ہم سے مدد چاہنا۔ نماز کے بعد یوں کہنا کہ ہم رسول اللہ ﷺ سے استعانت کرتے ہیں۔ والاستمداد

حضور پر نور ﷺ نے تو ان کے حاضر ہوتے ہی اپنے اور بنی عبد المطلب کے حصے کے غلام اور کنیزیں (یعنی ان کے بچے اور عورتیں) سب عطا فرما دی تھیں۔ اب نماز ظہر کے بعد جب انہوں نے ارشاد عالی کے مطابق رسول اللہ ﷺ سے مدد چاہی تو حضور پر نور ﷺ نے اپنے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوئے تو پہلے مہاجرین اور پھر انصار نے بیک زبان عرض کیا

وَمَا كَانَ لَنَا فَهُوَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

ترجمہ: اور جو کچھ ہمارا ہے سو وہ (سب کا سب) رسول اللہ ﷺ کا ہے۔

عدل و انصاف کا نادر نمونہ:

حضرت عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ حنین کے ایک مجاہد نے بتایا کہ وہ حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا اور میں اپنی اونٹنی پر سوار تھا۔ میرے پاؤں میں اس وقت موٹی جوتی تھی۔ میری اونٹنی حضور ﷺ کی اونٹنی کے ساتھ آ ٹکرائی اس طرح میری موٹی جوتی کا ایک کنارہ حضور ﷺ کی پنڈلی مبارک کے ساتھ جا ٹکرایا جس سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو تکلیف ہوئی۔ حضور ﷺ کے دست مبارک میں ایک چھڑی تھی۔ آپ نے اس کو میرے پاؤں پر مارا اور فرمایا تو نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے، مجھ سے پیچھے ہو کر چلو۔ میں ایک طرف ہو گیا۔ دوسرے روز حضور ﷺ نے مجھے تلاش کرنا شروع کر دیا۔ جب مجھے پتہ چلا میں نے یہ خیال کیا کہ کل میں نے حضور ﷺ کو اذیت پہنچائی تھی، اس کے بارے میں شاید حضور علیہ الصلوۃ والسلام مجھے سرزنش فرمائیں گے۔ میں حاضر ہوا، مجھے تو یہ اندیشہ تھا کہ کل والی غلطی پر سرزنش کی جائے گی۔ لیکن حضور ﷺ نے میری توقعات کے بالکل برعکس فرمایا کل تیرا پاؤں میری پنڈلی سے ٹکرایا تھا، جس سے مجھے اذیت پہنچی تھی اور میں نے چھڑی سے تمہارے پاؤں کو مارا تھا۔ اب میں نے تمہیں بلایا ہے تاکہ اس چھڑی مارنے کا تمہیں معاوضہ ادا کروں۔ پس حضور ﷺ نے مجھے اسی بکریاں اس کے

سے غنی عطا فرما دیں

سرورِ جود و کرم جود ﷺ ہجرت ۸ میں غنیمت کے اموال تقسیم کرتے وقت حضور پرنور ﷺ نے اہل مکہ کے نومسلموں کو خوب نوازا تا کہ ان کے دل اسلام سے مانوس ہو جائیں (کیونکہ یہ مؤلفۃ القلوب تھے) اور جو عداوت کرتے رہے ان کو پہلے تو فتح مکہ کے دن عفو و درگزر سے مشرف فرمایا پھر حنین کے غنائم ہجرت ۸ میں تقسیم کرتے ہوئے توقع سے بہت زیادہ عطا فرما کر ان کے دلوں کو بغض، حسد اور غیظ و شرپسندی کی آتشوں سے پاک کیا۔ اس مقام پر صوفیوں نے اپنی تصنیفات میں لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دولت دنیا کی حرص و ہوس سے بالاتر ہو کر یہ کام کرتے عبد القدوس رضی اللہ عنہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا ... (علیہم السلام) ان میں کی ... کیسی عظیم الشان سخاوت ہے ایسا سخی مال کر رہے ہیں، وہ حکمت میں بھی حد کا ... کر رہے ہیں خود حضور نبی کریم ﷺ فرماتے اور خوب فرماتے ہیں

إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَغَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ أَنْ يُكَبَّ فِي النَّارِ عَلَى وَجْهِهِ

ترجمہ میں بسا اوقات ایک شخص کو مال کثیر دیتا ہوں حالانکہ دوسرا شخص مجھے اس شخص سے زیادہ عزیز ہوتا ہے۔ میں اس کو اس لیے زیادہ دیتا ہوں تا کہ وہ پھسل نہ جائے اور سے دوزخ میں اوندھا کر کے نہ پھینک دیا جائے۔

یہاں صرف ایک دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حرب کو چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ دیئے گئے۔ انہوں نے عرض کی میرا بیٹا یزید بھی لشکر اسلام میں شامل تھا تو اسے بھی یہی کچھ پھر یونہی اس کے کہنے پر ان کے دوسرے بیٹے معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی اتنا ہی عطا ہوا تو اس جود و سخا سے متاثر ہو کر جناب ابوسفیان پکار اٹھے۔

بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَأَنْتَ كَرِيمٌ فِي الْحَرْبِ وَفِي السِّلْمِ لَقَدْ حَارَبْتُكَ فَنِعْمَ الْمُحَارِبُ كُنْتَ
وَلَقَدْ سَالَمْتُكَ فَنِعْمَ الْمُسَالِمُ أَنْتَ هٰذِهِ غَايَةُ الْكَرَمِ، جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا

ترجمہ اے اللہ کے پیارے رسول میرے ماں باپ حضور ﷺ پر قربان بیشک آپ جنگ میں بھی کریم ہیں اور صلح میں بھی کریم ہیں۔ میں نے آپ سے جنگ بھی کی تو آپ بہترین محارب تھے (یعنی جس سے جنگ کی جائے) پھر میں نے آپ سے صلح کی تو آپ بہترین صلح کرنے والے ہیں۔ یہ تو جود و کرم کی انتہا ہے، جزاک اللہ خیرا (اللہ آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے)

یونہی صفوان بن امیہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں حضور پرنور ﷺ نے بہت کچھ عطا فرمایا حتی کہ وہ یہ کہنے پر مجبور ہو گئے

مَا زَالَ رَسُولُ اللّٰهِ يُعْطِينِي مِنْ غَنَائِمِ حُنَيْنٍ وَهُوَ أَبْغَضُ الْخَلْقِ إِلَيَّ حَتّٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْهُ

ترجمہ یعنی حضور حنین کے اموال غنیمت سے عطا فرماتے گئے، عطا فرماتے گئے یہاں تک کہ ذات پاک مصطفٰے (علیہ التحیۃ والثناء) جو میرے نزدیک اللہ کی ساری مخلوق سے زیادہ مبغوض تھی، سب سے زیادہ محبوب ہو گئی۔

پھر یہ خصوصی نوازشات حضور اکرم نورِ مجسم ﷺ نے مال غنیمت میں جو اپنا خمس تھا اس سے کی تھیں۔

انصار کی سعادت جب ہجرت ۸ کے اموال غنیمت حضور پرنور ﷺ نے قریش و دیگر اقوام عرب کو عطا فرمائے اور انصار کرام نے اس میں سے کوئی شے نہ پائی۔ انہیں (اس خیال سے کہ شاید حضور اقدس ﷺ کی ہم پر وہ نظر توجہ و کرم نہ رہی، شاید اب اپنی قوم قریش کی طرف زیادہ التفات فرمائیں۔ محققین نے سنت عشاق (کہ وہ دوسروں پر لطف محبوب زیادہ دیکھ کر رنجیدہ و کبیدہ ہوتے ہیں) ملال گزرا یہاں تک کہ بعض کی زبان پر بعض کلمات شکایت آمیز آئے۔ حضور اقدس ﷺ نے سنا، خاطر انور پر ناگوار گزرا، انہیں جمع کر کے ارشاد فرمایا

أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ، أَلَمْ أَجِدْكُمْ عَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللّٰهُ

ترجمہ (کیا میں نے تمہیں نہ پایا گمراہ، پس اللہ عزوجل نے تمہیں راہ دکھائی، کیا میں نے تمہیں نہ پایا محتاج، پس اللہ تعالیٰ نے تمہیں تونگری دی) اور صحیح بخاری، مسلم و مسند احمد میں یوں ہے

يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ [illegible]

(یعنی اے گروہ انصار، [illegible]

آپس میں پھوٹ تھی [illegible]

لوگوں کی تھی) رواہ عن عبداللہ بن زید [illegible]

عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہم [illegible]

[illegible] رسول اللہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] أبي شيبة في مصنفه عن أبي سعيد [illegible]

جیسے تم جن کے انصار کے [illegible] خدشات دور ہو گئے ان کا ترجمہ یہ ہے۔

اے تم، باقی یہ معمولی چیز کیلئے [illegible] دلوں میں [illegible]

[illegible] دلوں میں اسلام کی الفت پیدا ہو جائے [illegible]

تمہارے اسلام کے سپرد کر دیا۔

اے گروہ انصار! کیا تم اس بات پر راضی نہیں [illegible]

کے رسول (مکرم) کو اپنے ساتھ لے کر اقامت گاہوں میں [illegible]

ہے (جو نعمت عظمیٰ) تم لے کر لوٹ رہے ہو ان چیزوں سے بہتر ہے جو وہ لے کر لوٹ [illegible]

الْأَنْصَارِ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاءِ وَالْبَعِيرِ وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللهِ [illegible]

مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَمَا تَنْقَلِبُونَ بِهِ خَيْرٌ مِمَّا يَنْقَلِبُونَ بِهِ)

اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک فرد ہوتا

دوسرے لوگ اگر ایک گھاٹی اور وادی میں چلتے اور انصار دوسری گھاٹی اور وادی میں چلتے تو میں انصار کی گھاٹی اور وادی میں چلتا:

انصار میری چادر کا اندرونی حصہ ہیں اور دوسرے لوگ چادر بیرونی حصہ (الْأَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ)

آخر میں حبیب خدا علیہ التحیۃ والثناء نے اپنے وفاداروں کیلئے دعا فرمائی

اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَأَبْنَاءَ الْأَنْصَارِ وَأَبْنَاءَ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ

ترجمہ: اے اللہ انصار پر رحم فرما، انصار کے بیٹوں پر رحم فرما، انصار کے پوتوں پر رحم فرما۔

حضور پرنور ﷺ کے نورانی کلمات جیسے انصار کے [illegible] سے نکل کر عشق [illegible]

تھے۔ روتے روتے ان کی داڑھیاں تر ہو گئیں اور سب نے یک زبان عرض کی

رَضِينَا بِاللهِ رَبًّا وَبِرَسُولِ اللهِ قَسْمًا وَحَظًّا

ترجمہ: ہم اللہ کو اپنا رب ماننے پر راضی ہیں اور رسول اللہ ﷺ جو ہمیں ملے اس حصہ [illegible]

مالک بن عوف نصری کی حاضری ہوتا ہے [illegible]

یہ وظیفہ [illegible] ارشاد ہوا کہ میری طرف سے پیغام پہنچا دو [illegible] سلام قبول کر کے [illegible]
[illegible] کی دالیں [illegible] اور [illegible] ایک [illegible]
[illegible] جن میں دو شعر [illegible] ﷺ سے [illegible]
[illegible]

ما ان رایت ولا سمعت بواحد ۔۔۔ فی الناس کلہم بمثل محمد
اوفی واعطی للجزیل لمجتدی ۔۔۔ ومتی تشأ یخبرک عما فی غد

[illegible] لوگوں میں محمد ﷺ کے مثل [illegible]
[illegible]
[illegible] مجھے محمد ﷺ کی خبر بتا دیں ﷺ
سیدنا [illegible] ﷺ نے [illegible] سردار فرمایا

بدنصیبوں کا باپ ذوالخویصرہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ہم حضور پرنور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اور حضور ﷺ حنین کے موقع پر مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ اسی دوران ذوالخویصرہ جو بنی تمیم کا ایک شخص تھا، حاضر ہو کر بولا یا رسول اللہ عدل کیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ارے کمبخت اگر میں عدل و انصاف نہ کروں تو کون کرے گا، اگر میں عدل و انصاف نہ کروں تو تیری خرابی اور بربادی ہوگی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) اس کی گردن اڑانے کی مجھے اجازت دیجئے۔ ارشاد ہوا رہنے دو۔ اس کے ساتھی ایسے ہوں گے کہ تم میں کوئی اپنی نماز کو ان کی نمازوں کے سامنے حقیر جانے گا اور اپنے روزے کو ان کے روزوں کے سامنے حقیر سمجھے گا۔ قرآن پڑھیں گے مگر حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ یہ لوگ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے زوردار تیر جانور سے پار ہو جاتا ہے۔ اس کے پھال دیکھے تو کچھ نہیں، پٹھے میں دیکھے تو کچھ نہیں، بانس میں دیکھے تو کچھ نہیں (نہ گوشت نہ خون) (بخاری شریف، کتاب المناقب)

اپنے دور کے مفتی مکہ اور مورخ اعظم حضرت علامہ احمد بن زینی دحلان مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں اور سب سے زیادہ واضح بات یہ ہے کہ ابن عبدالوہاب نجدی کا سلسلہ نسب بنی تمیم سے ہے، اس لئے کچھ بعید نہیں کہ وہ اسی ذوالخویصرہ تمیمی کی نسل سے ہو جس کے متعلق اسی حدیث بخاری میں ذکر آیا ہے۔ (الدرر السنیہ)

کعب بن زہیر: زہیر عرب کے مشہور ترین شعراء میں سے تھا۔ اس کا ایک بیٹا بجیر تو مسلمان ہو گیا مگر کعب روگردان رہا بلکہ اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی بھی کرتا تھا۔ اسے کیفر کردار تک پہنچانے کی دھمکی بھی اسی کے بھائی نے دی۔ بہرحال وہ سمجھ گیا اور ایک قصیدہ مدحیہ لکھ کر حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عذر سے تائب ہو کر امان طلب ہوا۔ حبیب کریم رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم نے معاف فرما دیا۔ اس نے اپنا قصیدہ سنایا جب یہ دو شعر آئے تو حضور پرنور ﷺ نے حاضرین کو اشارہ سے فرمایا کہ ان شعروں کو غور سے سنو

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ یُّسْتَضَاءُ بِہٖ ۔۔۔ مُھَنَّدٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ مَسْلُوْلُ
نُبِّئْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْعَدَنِیْ ۔۔۔ وَالْعَفْوُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ مَاْمُوْلُ

بیشک رسول کریم ﷺ وہ نور ہیں جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے حضور ﷺ اللہ کی تلواروں میں سے ایک بے نیام تلوار ہیں مجھے بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دھمکی دی ہے، جبکہ اللہ کے رسول سے تو عفو و درگزر کی امید کی جاتی ہے،

حضور انور واقدس ﷺ نے اپنی چادر مبارک عنایت فرمائی۔

☆ ☆ ☆

اقبال احمد ملک

مجید نظامی کا یوم حق

میں نظامی ہوں .... میں بریلوی ہوں

۳ جون کو لاہور کے اعلیٰ افسران کی خوبصورت رہائش گاہ بنی اوٹر میں قائد اعظم فورم کے زیر اہتمام ایک تقریب کا اہتمام کیا گیا جس کی صدارت ڈاکٹر صفدر حسن شاہ نے کی اس تقریب میں ملک کے سرکردہ سیاسی رہنماؤں نے اظہار خیال کیا۔ وہاں جسٹس (ر) ناصرہ جاوید اقبال نے بھی تقریر کی۔ محترمہ نے قائد اعظم مرحوم کو سیکولر اور پاکستان کو ایک سیکولر سٹیٹ بنانے کا مشورہ دیا ناصرہ جاوید اقبال اور ایسے چند دوں سیکولرز ذہن رکھنے والوں کے متعلق اسی تقریب میں مجید نظامی نے کھل کر کہا کہ قائد اعظم اور پاکستان کے متعلق ایسے خیالات کا اظہار کرنے والے نہ پاکستانی ہیں نہ قائد اعظم کے فکر سے شناسا ہیں۔ اپنی تقریر میں مجید نظامی نے برملا اعلان کیا کہ "میں نظامی ہوں میں بریلوی ہوں" دوسرے لفظوں میں میری روحانی نسبت خواجہ نظام الدین ولی اللہ سے ہے اور میرا اعتقادی مسلک دو قومی نظریہ کے ترجمان امام احمد رضا خاں بریلوی سے ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ ایک عرصے سے نظریہ پاکستان کی ترجمانی

فکر اقبال کے حامی قائد اعظم کے نظریات کو اسلامی اور پاکستان کو ایک اسلامی سٹیٹ قرار دینے پر زور دے رہے ہیں۔ وہ ان لوگوں کے خلاف تلوار بنے رہے ہیں جو پاکستان کی تشکیل کے خلاف کام کرتے رہتے ہیں وہ قائد اعظم کو سیکولر کہنے والوں کی مذمت کرتے رہتے ہیں وہ قائد کے نظریات کے ترجمان کی حیثیت سے سامنے آرہے ہیں وہ پاکستان کو ایک اسلامی سٹیٹ جس میں نظام مصطفےٰ کا نفاذ ہوگا۔ دیکھنا چاہتے ہیں۔

مجید نظامی صاحب کئی بار اپنے خیالات کے اظہار کے موقعہ پر سب دینی قوتوں سے رواداری کا ثبوت دیتے رہے ہیں مگر آپ نے اس تقریب میں کھل کر کہا۔ میں مسلمان ہوں ---- میں نظامی ہوں!

میں بریلوی ہوں! میں پاکستانی ہوں!

ہم نظامی صاحب کے اس اعلان کا خیر مقدم کرتے ہیں اور نظریہ پاکستان کے خلاف تمام قوتوں۔ پاکستان کو سیکولر سٹیٹ اور بانی پاکستان کو سیکولر اور علامہ اقبال کو سیکولر قرار دینے والوں کے خلاف ان کا یہ اعلان ہر پاکستانی کی آواز قرار دیتے ہیں جن لوگوں نے پاکستان کے خلاف کام کیا۔ قائد اعظم کو کافر اعظم کہا پاکستان بنانے کے "گناہ" میں شامل ہونے سے اجتناب کیا پھر یہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے پاکستان کو سیکولر سٹیٹ بنانے کیلئے راستے ہموار کئے ہیں۔ نظریہ پاکستان کو غلط قرار دیا۔ سرحدوں کو مٹانے اور ہاتھوں پر تلک لگا کر "رواداری" کے نعرے بلند کرنے والے لوگوں کو نظامی صاحب کے اس اعلان کے بعد اپنا قبلہ درست کر لینا چاہیے۔

مجید نظامی صاحب روحانی طور پر اولیا اللہ کے عقیدت مند ہیں اعتقادی طور پر امام احمد رضا بریلوی کے مسلک کے حامی ہیں۔ انہوں نے یہ بات کھل کر کہی ہے اس لئے سب بے دین افراد کو تسلیم کر لینا چاہیے کہ یہ ملک اقبال کا ہے، یہ ملک قائد اعظم کا ہے، یہ ملک اسلام کا ہے، یہ ملک نظام مصطفےٰ کیلئے ہے۔ پاکستان کے عوام کی اکثریت اور عوام کی بے پناہ قوت مجید نظامی کے اس نعرے کی ہمنوا ہے۔

اور انہیں کھل کر اپنا مسلک پیش کرنے پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔ آج پاکستان کی عظیم اکثریت پاکستان کو سیکولر نہیں اسلامی سٹیٹ دیکھنا چاہتی ہے۔

علمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible]

[illegible] ... [illegible]

[illegible] ... مشکوٰۃ شریف ص ۲۹۸ ... [illegible]

[illegible] ... ص ۲۲۰

ترجمہ: [illegible] ... رسول اللہ ﷺ ... [illegible] ... بیان ... [illegible] ... ابتدائے آفرینش سے [illegible] قیامت تک [illegible] ... [illegible]

☆ [illegible] ... مسلم ... [illegible] ... بیان فرمایا ہے۔

[illegible] ... صَعِدَ الْمِنْبَرَ ... [illegible]

[illegible] ... مسلم شریف ج ۲ ص ۳۹۰ مشکوٰۃ ص ۵۳۵ ... [illegible]

[illegible] ... ص ۳۲۲

ترجمہ: حضرت [illegible] ... رسول اللہ ﷺ ... [illegible]

اور وعظ فرمانا شروع کیا حتیٰ کہ ظہر کا وقت آگیا۔ چنانچہ آپ منبر شریف سے اترے اور ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ پھر آپ منبر شریف پر رونق افروز ہوئے اور وعظ فرمانے لگے یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا آپ پھر اترے اور عصر کی نماز ادا فرمائی اور پھر آپ منبر پر جلوہ فگن ہوئے اور وعظ فرمانے لگے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا چنانچہ آپ نے ہمیں بتا دیا جو کچھ ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک ہو چکا تھا اور جو آئندہ قیامت تک ہونے والا تھا۔ اب ہم میں زیادہ علم والا وہ شخص ہے جس نے زیادہ یاد رکھا۔

☆ یہ روایت دیگر کتب احادیث کے علاوہ بخاری اور مسلم کی متفق علیہ روایت ہے اور محدثین حضرات اس بات کو مانتے ہیں کہ جس روایت پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہو جائے وہ روایت سب سے زیادہ صحیح ہوتی ہے لہٰذا اس روایت کی صحت پر یقیناً کسی کو کوئی شک و شبہ نہ ہوگا۔

☆ مشہور اہل حدیث محدث مولوی محمد بن ابراہیم جونا گڑھی نے بھی حضور ﷺ کے اس خطبہ کو نقل کیا ہے لکھتے ہیں۔ حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ۔

صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَوْمًا الْفَجْرَ وَصَعِدَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا (رواہ مسلم، خطبات محمدی ۵)

ترجمہ: یعنی رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں صبح کی نماز پڑھا کر منبر پر

[illegible] کا وقت [illegible]
[illegible] پڑھ گئے اور خطبہ شروع [illegible]
[illegible] عصر [illegible] کا وقت [illegible] تو آپ [illegible]
[illegible] خطبہ [illegible] شروع [illegible] حتیٰ کہ [illegible]
[illegible] آپ [illegible] کوئی [illegible] تھی جو قیامت تک پیش
[illegible] نہیں

یہ مذکورہ بالا حدیث حضرت مولوی محمد [illegible]
[illegible] حضور ﷺ کا ایک خطبہ بیان کرتے
[illegible] آپ کو حضور ﷺ کا ایک [illegible]
[illegible] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک
دن حضور ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی اور پھر منبر پر بیٹھ گئے
یہاں تک کہ ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر عصر کی [illegible] پھر [illegible]
[illegible] نماز پڑھی۔ آپ نے تو اپنی جگہ سے [illegible]
[illegible] لوگ [illegible] ہونے لگے تو صحابہ نے صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ سے کہا آپ حضور ﷺ سے دریافت تو کیجئے کہ آج کیا بات
تھی۔ [illegible] تو کبھی نہیں ہوا۔ حضرت صدیق اکبر پوچھیں [illegible]
[illegible] آپ [illegible] صحابہ کے اس مجمع میں بیان کرنا شروع [illegible]
[illegible] فرمایا [illegible] مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
[illegible] حدیث نمبر ۵۱)

[illegible] آخرت کے وہ تمام امور میرے سامنے پیش کئے گئے جو
[illegible] والے ہیں۔ (اگے ان امور کے کچھ واقعات سے متعلق
[illegible] روایت ہے۔ [illegible] روایت سے حضور ﷺ کی یہ شان ظاہر ہوتی ہے
[illegible] کہ آپ صحابہ کرام کے درمیان بیٹھے ہوئے بھی تمام [illegible] کو
[illegible] دیتے ہیں۔ (سبحان اللہ والحمد للہ)

☆ امام ترمذی نے "مَا أَخْبَرَ النَّبِيُّ ﷺ أَصْحَابَهُ بِمَا هُوَ
[illegible]" کے عنوان کے ساتھ ایک باب باندھا ہے اور اس
[illegible] میں آپ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی جو روایت بیان فرمائی
ہے اس کے الفاظ اس طرح ہیں۔
عَنْ [illegible] سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ
[illegible] صَلٰوةَ الْعَصْرِ بِنَهَارٍ ثُمَّ قَامَ خَطِيبًا [illegible]

[illegible]
[illegible]
ترجمہ: [illegible] رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک [illegible]
[illegible] ﷺ نے [illegible] ساتھ عصر کی نماز [illegible] پھر آپ
[illegible] خطبہ [illegible] آپ نے قیامت تک ہونے والی چیز نہ
چھوڑی [illegible] جس نے یاد رکھا اور جس نے بھلا دیا
جس کو بھول گیا۔

☆ امام ابوداؤد نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے
حوالے سے [illegible] بیان فرمایا ہے۔
[illegible]
[illegible]
[illegible] ۲۲۶

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب
رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور آپ نے قیامت
تک کی ہر ایک چیز کو بیان فرما دیا۔ یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا
جس نے بھلا دیا۔

☆ امام ابوداؤد نے اسی روایت کو ان الفاظ کے ساتھ بھی بیان فرمایا۔
عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ [illegible] اَلْيَوْمَ [illegible] أَنَسِيَ أَصْحَابِي أَمْ [illegible]
[illegible] مِنْ قَائِدِ فِتْنَةٍ إِلٰى أَنْ تَنْقَضِيَ الدُّنْيَا
يَبْلُغُ مَنْ مَعَهُ [illegible] إِلَّا قَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاسْمِهِ وَاسْمِ
أَبِيهِ وَاسْمِ قَبِيلَتِهِ (ابو داؤد شریف ج ۲ ص ۲۲۶، مشکوٰۃ شریف ص ۴۶۳، [illegible]
[illegible] ۵۱)

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم میں کچھ نہیں
[illegible] کہ میرے ساتھی (صحابہ کرام) اس واقعہ کو بھول گئے ہیں یا [illegible]
کہتے ہیں کہ ہم بھول گئے ہیں۔ اللہ خدا کی قسم جناب رسول ﷺ نے نہیں
چھوڑا کسی فتنہ برپا کرنے والے کو دنیا کے ختم ہونے تک جس کے ساتھ تین
سو یا اس سے زیادہ آدمی ہوں گے مگر آپ نے ہمارے سامنے اس فتنہ
کے قائد کا نام اس کے باپ کا نام اور اس کے قبیلے کا نام بیان فرمایا۔

☆ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی روایت کو [illegible] نے
بھی کئی طریقوں سے بیان فرمایا ہے چنانچہ [illegible] فرماتے ہیں

[illegible]

ترجمہ: حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم میں ان تمام فتنوں کے متعلق تمام لوگوں سے زیادہ جاننے والا ہوں جو قیامت تک ہونے والے ہیں۔ (اس کی وجہ یہ ہے کہ) ایک مجلس میں جناب رسول اللہ ﷺ نے (ان تمام) فتنوں کو بیان فرمایا تھا اور میں بھی اس مجلس شریف میں موجود تھا۔

☆ آگے آپ حضرت حذیفہ کی ایک اور روایت ایک اور معتبر سند کے ساتھ یوں فرماتے ہیں

عن حذیفة انه قال اخبرنی رسول الله ﷺ بما هو كائن الى ان تقوم الساعة (مسلم شریف ۲ ص ۳۹۰)

ترجمہ: حضرت حذیفہ فرماتے ہیں جناب رسول کریم ﷺ نے قیامت تک ہونے والی ہر بات مجھے بتادی۔

☆ امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے ایک لمبی روایت بیان کی ہے جس کے آخر میں ہے

فجاءهم الصريخ ان الدجال قد خلفهم في ذراريهم فيرفضون ما في ايديهم ويقبلون فيبعثون عشرة فوارس طليعة قال رسول الله ﷺ اني لاعرف اسماءهم واسماء آبائهم والوان خيولهم (مسلم شریف ۲ ص ۳۹۲)

ترجمہ: یعنی لشکر اسلام روم کی فتح کے بعد مال غنیمت بانٹ رہے ہوں گے کہ چیخ کر ایک آدمی کہے گا کہ تمہارے پیچھے دجال ان کے بال بچوں میں آگیا ہے چنانچہ وہ مسلمان مال غنیمت کو وہیں چھوڑ دیں گے اور دس گھوڑے سواروں کو دجال کی خبر لانے کیلئے روانہ کریں گے۔ جناب رسول ﷺ نے فرمایا میں ان سواروں کے نام، ان کے باپوں کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ بھی جانتا ہوں۔

☆ نیز امام بخاری کے استاد جناب ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ اپنی مصنف میں جناب عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے بیان فرمایا۔

فجاءهم الصريخ ان الدجال قد خلف في ذراريهم فيرفضو

[illegible] (۱۵۱)

ترجمہ: [illegible]

اسی حدیث کے تحت شارح مشکوۃ علامہ قطب الدین خان صاحب لکھتے ہیں یعنی احوال مبداء اور معاد کا اول سے آخر تک سب بیان فرمایا [illegible] کہ حضرت ﷺ نے بیان کیا احوال سب مخلوقات کا [illegible] کے درمیان کیا احوال [illegible] یہاں تک کہ داخل ہوں جنتی اس میں [illegible] (مظاہر حق ۴ ص ۷۴۴)

☆ بعض دوستوں کا یہ خیال ہے کہ حضور ﷺ جو بھی علوم غیب بیان فرماتے تھے وہ آپ کو جبریل بتاتا جاتا تھا اور آپ بیان فرمادیتے تھے۔ تو گزارش ہے کہ یہ نظریہ غلط ہے کیونکہ حدیث مذکورہ کے مطابق جو حضور پرنور ﷺ نے ماکان وما یکون کی خبریں ارشاد فرمائی ہیں اس کے تحت آج تک کسی معتبر صحیح حدیث سے یہ نہیں مل سکا کہ جبریل آپ کے پاس کھڑا ہوکر آپ کو بتاتا جاتا تھا اور حضور ﷺ فرماتے جاتے تھے۔ اگر کسی دوست کو کسی معتبر و مستند کتاب سے کوئی حوالہ مل سکے تو مجھے بھی اطلاع دیں۔ شکریہ۔ فقالوا یا شیخ انکم ان کنتم صادقین قال ثم تعلموا او لن تفعلوا فاتقوا النار التي وقودها الناس والحجارة

سر عرش پر ہے تیری گزر — دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت وملک میں کوئی شے نہیں — وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

حدیث نمبر2

عن ابي هريرة قال وكلني رسول الله ﷺ بحفظ زكوة رمضان فاتاني آت فجعل يحثو من الطعام فاخذته وقلت والله لارفعنك الى رسول الله ﷺ قال اني محتاج وعلي عيال ولي حاجة شديدة قال فخليت عنه فاصبحت فقال النبي ﷺ يا ابا هريرة ما فعل اسيرك البارحة قال قلت يا رسول الله شكا حاجة شديدة وعيالا فرحمته فخليت سبيله قال اما انه قد كذبك وسيعود فعرفت انه سيعود لقول رسول الله ﷺ انه سيعود

[illegible] رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible]
[illegible]
[illegible] آية الكرسي الله لا إله إلا هو الحي القيوم [illegible] لن يزال عليك من الله حافظ ولا يقربك شيطان حتى تصبح [illegible]
[illegible] فقال النبي صلى الله عليه وسلم أما إنه قد صدقك وهو كذوب تعلم من تخاطب منذ ثلاث ليال يا أبا هريرة قال لا قال ذاك شيطان (بخاری شریف [illegible] مشکوٰۃ [illegible])

امام بخاری علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ "مجھے جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والثناء نے فطرانہ کی نگرانی پر مقرر فرمایا۔ ایک شخص آیا اور لپ بھر کر اناج لے کر جانے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا خدا کی قسم میں تجھے ضرور حضور ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔ اس نے اپنی محتاجی اور عیالداری کی مجبوری ظاہر کی تو مجھے ترس آگیا۔ اور میں نے اسے چھوڑ دیا صبح کو میں جب حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے (ابو ہریرہ کے بیان کرنے سے پہلے ہی خود) ارشاد فرمایا ابو ہریرہ۔ وہ تمہارے رات والے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ اس نے محتاجی اور عیالداری کی مجبوری بتائی تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا وہ جھوٹا ہے اور وہ پھر آئے گا۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں مجھے حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق یقین ہو گیا کہ وہ پھر ضرور آئے گا۔

(دوسری رات) وہ میں اس کا منتظر رہنے لگا چنانچہ وہ آیا اور اناج سے لپ بھرنے لگا تو میں نے پھر اسے پکڑ لیا اور کہا (آج تو میں) ضرور تجھے حضور ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔ پھر وہ اپنی محتاجی اور عیالداری کا رونا رونے لگا اور کہنے لگا مجھے چھوڑ دو میں آئندہ نہیں آؤں گا چنانچہ میں نے اسے پھر چھوڑ دیا۔ صبح جب بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا ابو ہریرہ تمہارے رات والے قیدی نے کیا کیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس نے اپنی محتاجی اور عیالداری کی مجبوری کی تو مجھے رحم آگیا میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا یاد رکھو وہ جھوٹا ہے اور وہ پھر آئے گا۔ میں تیسری رات بھی اس کا منتظر رہا چنانچہ وہ آیا اور اناج اٹھا کر جانے لگا تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا آج تو ضرور ہی تجھے حضور ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا۔ یہ تیسری بار ہے اس نے کہا مجھے چھوڑ دے میں تجھے ایسے کلمات بتاؤں گا جن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ تیرا بھلا کرے گا۔ میں نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں۔ اس نے کہا جب تو سونے لگے تو آیت الکرسی پڑھ لیا کر تو صبح تک ایک فرشتہ تیری حفاظت کرے گا اور شیطان تیرے قریب بھی نہیں آسکے گا۔ چنانچہ میں نے اسے چھوڑ دیا صبح کو جب میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے پوچھا ابو ہریرہ تیرے رات والے قیدی نے کیا کیا۔ میں نے رات والی گفتگو ساری آپ کو سنا دی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ بات تو اس نے سچ کی ہے حالانکہ وہ بہت بڑا جھوٹا ہے پھر فرمایا ابو ہریرہ تمہیں معلوم ہے تین راتوں سے تم کس کے ساتھ جھگڑا کر رہے ہو۔ میں نے عرض کیا حضور ﷺ مجھے تو کچھ پتہ نہیں آپ نے فرمایا وہ شیطان تھا۔

☆ قارئین کرام غور فرمائیں یہ بھی صحیح بخاری و ترمذی کی حدیث شریف ہے بعد امت کے لحاظ سے اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کے ادا کئے ہوئے الفاظ کو بار بار پڑھیں اور غور فرمائیں کہ آنے والے کل کے متعلق آپ خبر دے رہے ہیں یہ صحابہ کا عقیدہ دیکھیں کہ حضور ﷺ نے کل کی خبر دی اور ابو ہریرہ نے بھی یقین کر لیا سبحان اللہ کسی وضاحت کی ضرورت باقی نہیں رہی ہوگی اور صاحب ایمان یقیناً مان جائیں گے۔ [illegible] اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو دولت غیب سے نوازا تھا اور یہ بھی ایک حقیقی امر ہے کہ جو کچھ حضور ﷺ نے فرمایا وہ چیز کا بتایا وہ ایسا ہی تھا۔

☆ ☆ ☆

عظمت

"مجھے امیر ہے گا ... میں ... کسی ... امارت کی حرص کی ہے نہ مجھے اس سے رغبت ہے۔ نہ میں نے ظاہر یا پوشیدہ کبھی باری تعالیٰ سے اس کی خواہش کی ... ہے اس میں کوئی راحت ہے۔" جب صدق بزرگ کسی کو کمال صدق کا ... کرتا ہے ... تو وہ ... حق کا منتظر رہتا ہے ... اس پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ ... تصرف و اختیار کی گنجائش نہیں ہوتی۔ چنانچہ حضرت صدیق رضی اللہ نے ابتداء انتہا ... کسی چیز کو نہیں اپنایا۔ اس تصرف ... حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیرو کار ہیں اور ... مسلمانوں اور خاص طور پر ... ہیں۔

اصدق الصادقین امیرالمومنین خلیفہ بلا فصل

حضور سیدنا

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت عبداللہ بن ابی قحافہ "ابوبکر" کنیت، "صدیق" لقب، خاندان کی بہت عزت و تکریم تھی۔ قریش کے سرداروں میں آپ کی ذات گرامی ممتاز تھی نبی کریم ﷺ سے آپ کا سسرالی رشتہ بھی ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور کی ولادت کے دو برس چند مہینے بعد پیدا ہوئے۔ سیدنا ابوبکر ہمیں حضرت ابوبکر صدیق افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق ہیں۔ قرآن کی رو سے نبیوں کے بعد صدیقوں کا درجہ ہے۔ پھر شہداء ہیں۔ پھر صالحین۔ جیسے حضور اکرم ﷺ نبیوں اور رسولوں کے سرتاج ہیں۔ اسی طرح حضرت صدیق اکبر بھی رضی اللہ عنہ تمام صدیقوں میں ممتاز ہیں۔ تقویٰ، جرأت، سخاوت، غیرت، ایثار، صداقت، اولوالعزمی، دیانت داری، امانت، حیا، حلم، بردباری، خودداری، توسیع علم قرآن و حدیث، اتباع سنت، علم تعبیر و انساب اور محبت رسول وغیرہ، الغرض یہ کہ تمام اعلیٰ اوصاف میں حضور کے بعد آپ جیسا کوئی نہیں۔

حضرت صدیق اکبر نے بعثت نبوی کے اول روز ہی سب سے پہلے بلا تردد و جھجک حضور کی نبوت کی تصدیق کی۔ اس وقت آپ کی عمر ۳۸ سال تھی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا میں نے جس کسی کے سامنے اسلام پیش کیا اس نے کچھ تامل ضرور کیا۔ مگر ابوبکر نے بغیر کسی تامل کے دعوت اسلام پر لبیک کہا (بخاری) مردوں میں سے سب سے پہلے اسلام لانے اور حضور علیہ السلام کے ساتھ سب سے پہلی نماز پڑھنے کا شرف بھی آپ کو ہی حاصل ہے۔ (استیعاب)

آپ نے دو بار اپنی ساری دولت حضور علیہ السلام کے قدموں میں ڈال دی۔ ہجرت کے وقت اور جنگ کے موقع پر۔ مکہ معظمہ میں متعدد غلاموں اور باندیوں کو جو اسلام لانے کی وجہ سے کفار کے ظلم و ستم کا شکار تھے، خرید کر آزاد کر دیا۔ ان میں حضرت سیدنا بلال بھی تھے۔

مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے لیے زمین کی قیمت بھی حضرت صدیق اکبر نے ادا کی۔ جناب رسالت مآب ﷺ کا ارشاد ہے کہ ابوبکر کے مال سے مجھے جتنا نفع پہنچا کسی اور کے مال سے نفع نہیں پہنچا! ہم نے ہر ایک کے احسان کا بدلہ چکا دیا، مگر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کہ ان کے احسانات کا صلہ اللہ تعالیٰ ہی دے گا۔ (ترمذی) اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بناتا مگر میری دوستی صرف اللہ تعالیٰ سے ہے۔ (بخاری) امام رحمۃ اللہ علیہ نے ایک معرکہ میں آپ کے مناقب بیان کیے۔

ثانی اسلام و غار و بدر و قبر

صدیق اکبر حق و صداقت کی مشعل تاباں ہیں

حضور علیہ السلام کے نائب مطلق، خلیفہ بلا فصل، مزاج شناس رسول ہیں۔ ائمہ اہل بیت کے نزدیک بھی آپ حضور کے اصحاب میں سب سے مقدم تھے۔ امام جعفر صادق نے فرمایا جب صدیق اکبر حضور کے ساتھ غار میں تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا ابوبکر تم صدیق ہو (تفسیر قمی ص ۱۵۷) پھر امام جعفر صادق نے فرمایا جو شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صدیق نہ مانے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی تصدیق نہ فرمائے گا۔ (کشف الغمہ) جب حضور معراج سے مشرف ہوئے تو کفار نے کہا اب تو تمہارا دوست کہتا ہے کہ اس نے آسمانوں کی سیر کی، آپ نے جواب دیا۔ اگر حضور فرماتے ہیں، تو درست فرماتے ہیں اسی دن سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لقب صدیق ہو گیا۔ قرآن مجید نے فرمایا والذی جاء بالصدق و صدق به آیت کے پہلے جملے سے حضور علیہ السلام اور دوسرے سے صدیق اکبر مراد ہیں۔ (مجمع البیان)

جناب صدیق اکبر نے مملکت اسلامی کی بنیادوں کو مستحکم کیا

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مملکت اسلامی کی بنیادیں

[illegible]

سیدنا صدیق اکبر ختم نبوت کے محافظ اول ہیں

[illegible]

حضرت صدیق اکبر سب سے زیادہ بہادر تھے

[illegible]

[illegible] ... موسوم کیا گیا۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرت صدیق اکبر نے اسلام کو حیات نو بخشی

[illegible]

حضرت صدیق اکبر حضور ﷺ کے عاشق صادق تھے

[illegible]

ہر ایک موقع پر سایہ [illegible] سے مدینہ منورہ تک پوری جانثاری سے آنحضرت ﷺ کی رفاقت کا حق ادا کیا۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں جب رسول اللہ ﷺ اور اہل اسلام کو یہودیوں کی مکاریوں اور منافقین کی ریشہ دوانیوں سے سابقہ پڑا اور قریش مکہ اور یہود مدینہ کی پے درپے کوششوں کے نتیجے میں بدر سے لے کر حضور ﷺ کے مقابلے میں غزوات ہوئے تو ہر ایک وقت حضرت ابوبکر کو یہ شرف حاصل ہو کر حضور کے خاص [illegible] مشیر خاص تھے اور اس دوران بے شمار مواقع پر حضور ﷺ کی حفاظت اور اعانت کے لیے اپنے آپ آپ کو ڈھال بنایا۔

جناب صدیق اکبر کی وفات

حضرت ابوبکر کی وفات ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ ہجری کو غروب آفتاب کے بعد ہوئی۔ وفات کے وقت ان کی عمر تریسٹھ برس کی تھی۔ کم و بیش سوا دو برس تک مسلمانوں کی زمام اقتدار ان کے ہاتھ میں رہی اور اس قلیل مدت میں انہوں نے جو نظام حکومت قائم کیا اس پر حضرت عمر نے ایک رفیع الصوت عمارت کھڑی کر دکھائی۔

حضرت علی نے فرمایا ایمان و اخلاص میں صدیق اکبر کا کوئی ہم پلہ نہیں

حضرت صدیق اکبر کی وفات سے مدینہ منورہ [illegible] مسلمانوں پر کرب و اضطراب کی وہی کیفیت طاری ہو گئی جس کا نظارہ حضرت ﷺ کے وصال کے بعد دیکھنے میں آیا تھا۔ [illegible] کی اطلاع پا کر حضرت علی روتے ہوئے تشریف لائے۔ جس حجرے میں ان کا جسم اطہر رکھا تھا اس کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ اے ابوبکر اللہ تم پر رحم کرے، واللہ تم پہلے آدمی تھے جس نے رسول ﷺ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اسلام قبول کیا تھا۔ ایمان و اخلاص میں تمہارا ہم پلہ کوئی نہ تھا۔ خلوص [illegible] میں تم سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ اخلاق، قربانی، ایثار، بزرگی میں تمہارا کوئی ثانی نہ تھا۔ اسلام اور مسلمانوں کی جو خدمت تم نے کی اور رسول اللہ کی رفاقت میں جس طرح ثابت قدم رہے اس کا اجر اللہ ہی تمہیں دے گا۔ جب ساری قوم رسول اللہ کی تکذیب میں مشغول تھی تو تم نے آپ ﷺ کی آواز پر لبیک کہا۔ جب ساری قوم آپ ﷺ کو دکھ پہنچانے کے درپے تھی تو تم نے آپ ﷺ کی حفاظت کی۔ جب رسول اللہ ﷺ کی باتوں پر لوگ ایمان نہ لاتے تھے تو تم نے آپ ﷺ سے مل کر تبلیغ کا فریضہ انجام دیا۔۔۔ تمہیں اللہ نے اپنی کتاب میں "صدیق" کے لقب سے سرفراز فرمایا۔

حضرت عمر نے کہا صدیق ہم تمہاری گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے

حضرت عمر کو تو اس صدمے کے باعث گفتگو کا یارا ہی نہ رہا۔ وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حجرے میں داخل ہوئے تو صرف یہ الفاظ ان کے منہ سے نکل سکے "اے خلیفہ رسول اللہ تمہاری وفات نے قوم کو سخت مصیبت [illegible] میں ڈال دیا ہے۔ ہم تمہاری گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ [illegible] حضرت ابوبکر سے [illegible] اور قیامت تک [illegible]"

پہلوئے مصطفےٰ میں بنا آپ کا مزار

حضرت صدیق نے زندگی بھر رسول اللہ کی رفاقت کا حق ادا کیا تھا، بعد از وصال بھی رفاقت کا شرف انہیں حاصل ہوا۔ انتقال سے پہلے وصیت فرمائی تھی کہ میری میت تجہیز و تکفین کے بعد آقائے دو جہاں سرور کائنات محمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے روضہ اطہر کے مقابل رکھ دی جائے اور یہ عرض کیا جائے "السلام علیک یا رسول اللہ ابوبکر آستانہ عالیہ پر حاضر ہے" اگر دروازہ خود بخود کھل گیا تو مجھے اندر دفن کر دینا ورنہ جنت البقیع میں دفن کرنا۔ (شواہد النبوۃ علامہ جامی) اس وصیت کے مطابق حضرت ابوبکر کا جنازہ روضہ اطہر کے قریب لایا گیا تو حسب وصیت عرض کی گئی۔ ابھی یہ کلمات پورے نہ ہوئے تھے کہ دروازہ خود بخود کھل گیا اور آواز آئی "دوست کو دوست کے پاس لے آؤ" چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے قرب میں دفن کیا گیا۔ وفات کے وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر ۶۳ سال تھی، اور یہ واقعہ ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ ہجری کو رونما ہوا۔ اس طرح خلافت راشدہ کا عہد صدیقی اختتام پذیر ہوا۔ لیکن مسلمانوں کو طرز حکمرانی کی مستقیم راہ مل گئی تھی۔

نگاہ نبوت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مرتبہ

حضرت صدیق اکبر کے اوصاف حسنہ کے پیش نظر حضور نے فرمایا میں نے اپنے صحابہ میں سے ابوبکر سے افضل کسی کو نہیں پایا اور اگر میں اہل زمین میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔ لیکن ابوبکر سے میرا تعلق ہم نشینی، مودت اور ایمان کا ہے یہاں تک کہ اللہ ہمیں اپنے پاس اکٹھا کرے۔ (مشکوٰۃ) اگر مجھے تم چاہو تو پھر صدیق کے پاس آؤ۔ تم غار اور حوض کوثر پر میرے رفیق ہو۔ (بخاری) ابوبکر امت محمدیہ میں سے سب سے پہلے جنت میں جائیں گے (ترمذی) ابوبکر دوزخ سے آزاد ہیں۔ (ترمذی) مجھے امید ہے کہ ابوبکر کو جنت کے ہر دروازے سے بلایا جائے گا (بخاری و مسلم) حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ

[illegible] ہیں وہ [illegible] صدیق کا [illegible] ہیں۔ [illegible]
(طبری ص ۲۰۰۳) [illegible] حضور صدیق اکبر
[illegible] ابوبکر کو اکبر سے ساتھ محبت ہوئی ہے [illegible]
[illegible] ہے۔ (منتخب الکلام)

حیات صدیقؓ ایک نظر میں

[illegible] صدیق [illegible] صدیق [illegible]
[illegible] حضرت ﷺ [illegible] آپ ﷺ [illegible] آپ ﷺ [illegible] ترتیب [illegible] آپ ﷺ [illegible] کی خدمت میں پیش [illegible] آپ ﷺ [illegible] آپ کو دعوت [illegible] سے پہلے [illegible] آپ [illegible] صدیق [illegible] حضور ﷺ کے ساتھ [illegible] آپ ﷺ [illegible] حضور ﷺ کے قدموں میں [illegible] حضور ﷺ کی وفات کے بعد [illegible] آپ ﷺ کے وصال کی وجہ سے [illegible] غیر معمولی ثابت قدمی [illegible] جہاد کے لیے تیار کر کے [illegible] حضور ﷺ [illegible] آپ ﷺ کے سارے قرض ادا [illegible] بوڑھوں اور مسکینوں [illegible] حضور ﷺ [illegible] آپ سب سے پہلے [illegible] مدعیان نبوت [illegible] سب سے پہلے آپ نے کی۔ انہوں نے قیصر و کسریٰ کے ممالک کی [illegible] عشرہ مبشرہ کے [illegible] ہیں۔

اکابر صحابہ کے حضرت صدیق اکبرؓ کے متعلق ارشادات

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہم سب کے [illegible] اور ہم سب سے [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پیارے تھے۔
[illegible] صدیق [illegible] ہوگا۔ جنت کی [illegible]

[illegible] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں [illegible] صدیق اکبر کی [illegible] حضرت [illegible] حضرت صدیق اکبر کی شان [illegible] جنت [illegible] ہے۔
[illegible] صدیق [illegible] حضور [illegible] آپ [illegible] کی حیات میں [illegible] میں شرکت کی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اقوال

[illegible] صدق [illegible] اور کذب خیانت [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کسی قوم میں بے حیائی پھیل جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ [illegible] "خیانت، بدعہدی اور چوری مت کرو"۔ "اپنی حفاظت [illegible] کے [illegible] تمہیں شکست [illegible]" [illegible] آخرت میں سب سے زیادہ [illegible] ہوتے ہیں [illegible] اس قدر [illegible] بہتر ہے، لیکن صبر کریں تو زیادہ بہتر ہے [illegible] لیکن امیر [illegible] تو بہت اچھا ہے" "جوانی کا [illegible] بڑھاپے کا تخت ہے" "امیر تکبر کریں تو برا ہے، لیکن غریب [illegible] تو بہت برا ہے" [illegible] شکایت سے بند کرو، خوشی کی زندگی عطا ہوگی" [illegible] موت سے زیادہ قریب تر ہے" "پیغمبروں کی میراث [illegible] قارون کی میراث" "وہ لوگ بہتر نہیں جو آخرت کے لیے دنیا کو ترک کرتے ہیں، بہتر وہ ہیں جو دنیا اور آخرت دونوں کو حاصل کرتے ہیں۔" "پرانے گناہوں کو نیکیوں سے مٹاؤ" "شریف [illegible] متواضع ہو جاتا ہے اور [illegible] علم پڑھ کر متکبر ہو جاتا ہے" [illegible] تعجب ہے [illegible] کی نافرمانی کیسے کرتا ہے" "ہم نے بزرگی کو تقویٰ میں پایا، تونگری کو یقین میں اور عزت کو تواضع میں" "سچائی اور نیکی جنت میں ہے، جھوٹ اور بدکاری دوزخ میں" [illegible] قطع تعلق نہ کرو، بغض نہ رکھو، حسد نہ کرو [illegible] بھائی بھائی ہو جاؤ"

حضور نقشِ لاثانی کی عظمت

چند ظاہری پہلو، باطنی شواہد

پروفیسر محمد حسین آسی

حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ کا وصال شریف ۲۷ جولائی کو ہوا، اسی مناسبت کی بنا پر یہ مضمون دیا جا رہا ہے

[illegible] قدرت میں پہنچے [illegible] تو وہی جاتا ہے [illegible] قرآن [illegible] [illegible] کی نظر [illegible] [illegible] متقامات [illegible] [illegible] کریم نے اپنی مخصوص حکمت و رحمت سے کی [illegible] [illegible] کی بہت [illegible] کا مطالعہ کرنے سے [illegible] ہیں۔ سیدی و مولائی حضور نقش [illegible] حضرت شہنشاہ لاثانی قدس سرہ [illegible] تجلیات کے مظہر کامل [illegible] تھے۔ ان کی [illegible] وسعت [illegible] سمجھنا تو مجھ جیسے کم نظر کے لئے بالکل ناممکن ہے۔ تاہم چند ظاہری پہلو اور ایک دو باطنی شواہد قارئین کی نذر کرتا ہوں۔ خداوند کریم عزّ مجدہ اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل اپنے ایک بندہ مخلص کا یہ ذکر خیر قبول فرمائے (آمین)

چند ظاہری پہلو

۱۔ بہترین خاندان: آپ [illegible] سادات کے چشم و چراغ تھے والد ماجد کی طرف سے آپ کا شجرہ نسب شہزادہ [illegible] تا جدار [illegible] سیدنا حضرت امام حسین [illegible] رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے تو والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ حضور غوث الوریٰ شہنشاہ بغداد رضی اللہ عنہ سے جا ملتے ہو کر [illegible] رسول [illegible] سیدہ [illegible] رضی اللہ عنہا تک جا پہنچتے ہیں۔ یہ شرف عظیم یعنی حسنی و حسینی ہونا بہت کم [illegible] ہوتے ہیں۔

۲۔ [illegible] تربیت: [illegible] الدین [illegible] کا سایہ سر سے اٹھ گیا تو گویا قدرت نے [illegible] ظاہری [illegible]

[illegible]

۳۔ [illegible] خدمت: [illegible] کی خدمت [illegible] [illegible] خدمت کا [illegible] [illegible] حضور نقش لاثانی قدس سرہ [illegible] [illegible] لاثانی [illegible] [illegible] خدمت [illegible] [illegible]

۴۔ کلی اجازت: اس خدمت سے آپ [illegible] لاثانی کا مرکز توجہ بن چکے تھے اور [illegible] نے [illegible] بات نہیں تھی۔ ہم حضور خود بھی [illegible] بیشتر مختلف [illegible] میں اس عقیدت کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ [illegible] بھی فرماتے [illegible] آپ ہی ہے [illegible] کی فرماتے [illegible] خدمت کرو [illegible] حضرت نقش لاثانی کی طرف ہوتا۔ اس کے علاوہ تحریری [illegible] میں [illegible] تحریر میں [illegible] کی حامل ہے۔ اور یہ شرف حضور ہی سے مخصوص ہے۔

۵۔ سجادہ نشینی [illegible] لاثانی کی آپ کی سجادہ نشینی نہیں ہوئی بلکہ سرہند شریف، اجمیر شریف اور چورہ شریف جیسے مقدس مقامات پر بھی الگ الگ طور پر [illegible] ترین اجتماعات میں دستار بندی کی گئی۔ [illegible] بھی عظیم شرف تھا۔ آپ [illegible] [illegible] سے بندی کی۔

۶۔ دربار شریف کی رونقیں: ہمیں پیر طریقت حضور شاہ لاثانی قدس سرہ سے کبھی یہ سوال کرتے کہ کیا سو جو دربار کی رونقیں بعد میں بھی برقرار رہیں گی؟ ارشاد ہوتا یہ پہلے سے بھی بڑھ کر۔ چنانچہ قطب عالم کی یہ پیشگی سیدی حضور نقش لاثانی قدس سرہ کے بارے میں پوری ہوئی۔ آپ کی برکت سے دربار لاثانی وہ شہرت حاصل ہوئی کہ آپ دربار شریف ہی نہیں بلکہ پورے ملک میں سید پیر شریف کی پہچان بن گئے۔

۷۔ ذوق تبلیغ: حضرت کی اقتداء میں یہ تھا کہ آپ پلی پوری تو انا جب سلسلہ کی اشاعت کے لئے وقف کریں۔ چنانچہ تو وہ نقش کی کے چند روز بعد آپ نے سب کے طور درس میں سبق روزانہ شروع کر دیئے۔ وقت کے سید صاحبان آپ کے ساتھ ساتھ ہوتے اور بہتیں حق و صداقت کا اہتمام ہوتا۔ حضور حق کے ایسے پہاڑی علاقے میں بھی تشریف لے گئے جہاں راستے دشوار گزار وسائل کی کمی اور پانی تک کی قلت تھی۔ لوگوں کو تن ڈھانپنے کے لئے مناسب کپڑا نہیں۔ ایک جگہ حضور نے درس کی تلقین فرمائی تو انہوں نے کہا کپڑے ہوں گے پڑھا کریں گے۔ چنانچہ آپ نے اپنے اور ساتھیوں کے پاس جو زائد کپڑے تھے ان میں تقسیم کر دیے۔
یہ ذوق تبلیغ آخر تک پیش رہتی ہوتا گیا۔

۸۔ اتباع سنت: تبلیغ اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ اپنا عمل بھی اس کے مطابق ہو۔ سیدی حضور نقش لاثانی بحمدہ تعالیٰ شریعت و طریقت کے ہر ایک سے ہر ایک مرادے کی واقف تھے اور آپ کی اوائیں کتاب و سنت کے رنگ میں رنگی ہوئی تھیں۔ جو لوگ مجھے قریب تھے وہ آپ کے تقوی شہید اور عقیدت مند تھے اس کی وجہ یہی تھی کہ آپ کی خلوت و جلوت میں کوئی فرق نہیں تھا۔ خلوت میں تقوی و طہارت کا وہی جتن تھا۔ یہ عاجز کو بھی کئی سال سفر و حضر میں خدمت میں رہنے کا اتفاق ہوا اور یہی گواہی بھی یہی ہے۔

۹۔ بروقت سیاسی رہنمائی: آپ کی سجادہ نشینی کو چوپانچ سال کا عرصہ گزرا تھا کہ قرار داد پاکستان طے ہوئی۔ پھر جلد ہی (یعنی چند سال بعد) انتخابات کا اعلان ہوگیا۔ یہ دور قوم کو سیدھی راہ دکھانے کا تھا۔ بعض بڑے نامور لوگ جن کا تعلق ندوہ، دیوبند، مجلس احرار، جمعیت العلمائے ہند اور مودودی صاحب کی جماعت اسلامی کے ساتھ تھا۔ پاکستان کے مخالف دھڑے کے تعین بن گئے۔ حضور نقش لاثانی قدس سرہ دیگر اکابر اہلسنت کی طرح پاکستان اور مسلم لیگ کے سرگرم حامی تھے۔ چنانچہ آپ کی برکت سے بعض ناممکن نظر آنے والی کامیابیاں ممکن بن گئیں۔ ان درویشان بوریہ نشین کا ملت پر یہ کس قدر عظیم احسان ہے کہ قوم کو قائد اعظم علیہ الرحمۃ کا گرویدہ بنا دیا۔ ورنہ کانگرسی مولویوں کا مقصد پورا ہو جاتا تو نہ پاکستان بنتا اور مسلمانان برصغیر کے لئے کوئی دینوی پناہ گاہ ہوتی۔ وہی حال ہوتا جو آج بھارت میں اہل اسلام کا ہو رہا ہے۔

۱۰۔ مہاجرین کی آباد کاری: پاکستان بن گیا تو مہاجرین کے نئے نئے قافلے پاکستان میں داخل ہونے لگے۔ اپنے علاقے یعنی تحصیل نارووال میں ستم رسیدہ انسانوں کی خدمت کے لئے آپ نے جس جانفشانی کا مظاہرہ فرمایا۔ وہ آپ ہی کا حق ہے۔ اس وقت یہ بڑا کٹھن کام تھا مگر آپ نے اپنی زندگی کی صعوبتوں کو پرونے کا ر لا کر مشکل کو آسان بنا دیا۔ مدینت اکبر میں، سیالکوٹ خصوصاً سیالکوٹ کی حاجت روائی کے جو واقعات اور تین حضور نقش لاثانی فیضان سے بہرہ ور ہوئے۔

۱۱۔ جہاد کشمیر: پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے پہلے تو پورے بھارت میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی مگر ریاست جموں و کشمیر تو قیامت صغریٰ ہی برپا ہوگئی۔ سوال یہ تھا کہ مسلمانوں کو بحفاظت پاکستان پہنچایا جائے۔ چنانچہ اس سلسلے میں حضور نقش لاثانی مسلمان رضا کاروں کو تربیت دلا کر اپنی قیادت میں خود نہیں ظفر وال کی طرف سے ریاست کی حدود میں لے جاتے رہے اور مسلمانوں کو وہاں سے لاتے رہے۔

۱۲۔ سب سے بڑا عرس: آپ نے حضور شاہ لاثانی قدس سرہ کا عرس آپ کی تاریخ وصال بکرمی تقویم کے مطابق ۷ ساون پر کرنا شروع کیا۔ ہر سال زائرین کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت الکلام صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھرے مجمع میں اعلان فرمایا تھا کہ شمال مغربی پنجاب کا سب سے بڑا عرس یہی عرس لاثانی ہے۔ مختلف آستانوں کے لوگ جب ایک دفعہ اس لاثانی عرس میں شمولیت کر چکے ہیں تو خود بھی اعتراف کرتے ہیں۔ شرع کی پابندی اور نظم و ضبط کے اعتبار سے یہ بھی عرس لاثانی ہے۔ اپنی حیات ظاہرہ کے آخری عرس میں آپ نے ۷ ساون کی بجائے ۲۳ کتوبر کا اعلان کر دیا اور اب آپ کے وصال شریف کے بعد آپ کے سجادہ نشین حضرت پیر سید عابد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس سے پہلے کا دن خود آپ کے عرس کے لئے شامل کر کے یکم ۲۰ اکتوبر کو یہ عرس کیا جاتے تھے۔ الحمدللہ حاضری اب بھی روز افزوں ہے۔

۱۳۔ تعمیری کارنامے: حضور شہنشاہ لاثانی قدس سرہ کے روضہ مقدسہ کی تکمیل اور مسجد صبائے لاثانی کی تکمیل آپ کے ہاتھوں میں ہوئی۔ دربار لاثانی کی حدود کو محفوظ رکھنے کے لئے ایک وسیع چار دیواری کا اہتمام بھی آپ نے کیا۔ اس چار دیواری میں ایک کشادہ برآمدہ بھی آپ ہی کا تعمیر کردہ ہے۔ اس برآمدے کے نہایت خوبصورت ڈیوڑھی اور اس ڈیوڑھی کے ایک طرف درس کے لئے کمرے بھی آپ ہی نے بنوائے۔ غسل خانوں، وضو گاہوں اور ۲۳ طہارت خانوں (ٹائلٹس) کا وجود بھی آپ کے وجود مسعود کی برکت سے ہے۔

۱۴۔ بزم لاثانی پاکستان: وصال شریف سے چند ماہ قبل سالانہ عرس مبارک کے موقع پر اسلام اور پاکستان کے تحفظ نیز عوام کی دینی رہنمائی کے لئے ایک غیر سیاسی جماعت "بزم لاثانی پاکستان" کی تشکیل کا اعلان فرمایا اور ساتھ ہی ملک بھر میں دینی مدارس کے اجراء کا وسیع منصوبہ بناتے ہوئے مرکزی جامعہ انوار لاثانی کے نام سے دربار شریف میں ایک دینی مدرسے کے آغاز کا اعلان فرمایا۔ قریباً ایک ماہ بعد ماہنامہ انوار لاثانی بھی جاری کر دیا۔ دینی مدرسے کے جناب سید شوکت علی شاہ امام مسجد ضیائے لاثانی کو مدرس مقرر کیا اور ماہنامہ انوار لاثانی کا مدیر جناب ایم آر روحانی صاحب کو نامزد فرمایا۔

۱۵۔ مسجدوں کی تعمیر و مرمت: حضور نقش لاثانی قدس سرہ کو مسجدوں کی تعمیر اور مرمت کا بڑا خیال تھا۔ جہاں کہیں مسجد کی ضرورت ہوتی

[illegible] ... کی۔ آپ [illegible] کی [illegible] سے [illegible]

[illegible] شریف سے متصل [illegible] صاحب شریف [illegible]

[illegible] آدمی [illegible] جلوہ افروز تھے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible] آپ شریعت [illegible]

[illegible] خلافت سے [illegible] فرماتے تھے۔ آپ [illegible]

[illegible] حضور کی بارگاہ میں [illegible]

[illegible] سے بہت متاثر ہوتے [illegible]

[illegible] حضور [illegible] دیتے۔

[illegible] جنازہ [illegible] کی عظمت کا [illegible] روشن کرتی ہے [illegible] ایک عام [illegible] احسانات کی بارش [illegible] ہوا اور لوگوں [illegible] نماز جنازہ سے اس کا [illegible] ہو جائے گا۔

سیدی [illegible] نقش [illegible] نماز جنازہ میں [illegible] کے [illegible] ایک [illegible] کے مطابق [illegible] کا سب سے بڑا [illegible] حقیقت یہ ہے کہ ملک بھر میں [illegible] سے پڑھے گئے [illegible] ایک خصوصی [illegible] حاصل تھا۔

چند باطنی شواہد

[illegible] بہت سے لوگوں کو حضور شاہ لاثانی قدس سرہ نے اپنے وصال کے بعد خواب میں [illegible] ہو کر فرمایا۔ ان سے بیعت مجھی سے بیعت ہے (مثلاً صوفی محمد علی [illegible] نقشبندی مدظلہ۔ تفصیل دیکھئے کتاب انوار لاثانی میں) ۲۔ کشف المحجوب [illegible] بعض کو شاہ [illegible] اور بعض کو سیدنا حضرت داتا گنج بخش [illegible] میں تشریف لا کر آپ نے بیعت ہونے کی تاکید فرمادی (ایسے بعض واقعات بھی انوار لاثانی میں دیکھئے) ۳۔ بعض لوگوں کو استخارہ کرکے آپ کی عظمت کا پتہ چلا جیسے کہ انوار لاثانی میں صوفی محمد سعید مرحوم [illegible] کا واقعہ درج ہے۔ (یہ استخارہ بیعت کے لئے تھا) ۴۔ بعض لوگوں نے مرد کامل کی نشاندہی کے لئے دعا کی تو اسی رات حضور نقش لاثانی قدس سرہ کی زیارت خواب میں کرائی گئی۔ ۵۔ بعض حضرات نے قطب دوراں کا پتہ استخارے کے ذریعے کرنا چاہا تو حضور نقش لاثانی [illegible] جیسے صوفی محمد یوسف مرحوم آف شادیوال۔ ۶۔ [illegible] نے [illegible] عظمت کی گواہی دی جیسے حافظ [illegible] حاجی صاحب [illegible] (تفصیل دیکھئے کتاب انوار لاثانی میں) ۷۔ [illegible] بابا دین محمد [illegible] مجذوب نے [illegible] کے [illegible] کا جواب دیتے ہوئے اسی وقت فرمایا [illegible] ۸۔ سید عباس علی شاہ مرحوم کا بیان کردہ واقعہ جس کا [illegible] یہ کہ حضور نقش لاثانی [illegible] سے کہیں تشریف لا رہے تھے۔ راستے میں ایک نورانی بزرگ ایک مجمع کے ساتھ استقبال [illegible] تھے۔ پوچھنے پر لوگوں [illegible] کسی کو ملتے نہیں تھے۔ مگر آج صبح سویرے تمام گاؤں میں [illegible]

[illegible] سے [illegible] وقت [illegible] یہاں [illegible]

سیدنا حضور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ [illegible] نے خواب میں تشریف لا کر [illegible] (تفصیل انوار لاثانی میں دیکھئے) ۹۔

[illegible] حضرت مولانا غلام رسول صاحب [illegible] والے بیان [illegible] حضور [illegible] نقش لاثانی قدس سرہ النورانی کے یوم وصال پر [illegible]

[illegible]

[illegible] محسوس ہوا جس کی [illegible] کی طرف [illegible]

[illegible] متعلق پوچھا [illegible]

[illegible] کی خوشبو [illegible] حضرت [illegible]

[illegible] حضور [illegible] نقش [illegible]

[illegible] مرشد سے [illegible] آپ [illegible] وصال [illegible] جو [illegible]

[illegible]

[illegible] سیدنا [illegible] علیہ السلام سے لے کر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء [illegible] تمام صحابہ، تابعین [illegible] اربعہ، اولیاء [illegible] سب کے سب ان کی نماز جنازہ میں شمولیت فرما رہے ہیں [illegible]

سیدی [illegible] صاحب بھی بحکم مصطفوی ﷺ وہاں جلوہ افروز ہو چکے ہیں۔

پھر [illegible] صاحب نے فرمایا۔ اب مجھے معلوم ہوا کہ [illegible] آج یہاں ہر شے اپنے اپنے مقام پر حاضر ہونے کے باوجود [illegible] نظر آتے ہیں۔ در حقیقت ہر فرع اپنی اصل کی طرف جاتی ہے۔ حضور ﷺ جو اصل کائنات و روح کائنات ہیں۔ ان کے [illegible] قطب [illegible] یار علی پور شریف جلوہ افروز ہیں۔ [illegible] آج علی پور شریف پہلے سے [illegible] ہے کیونکہ روح کائنات ﷺ اور کائنات کے سب اہل وجدان و عرفان یہاں جلوہ افروز ہیں۔ لہذا آج یہاں تجلی عام ہے۔ پھر [illegible] فرمایا اس سارے مشاہدے کی [illegible] و تجلیات [illegible] شکل خوشبوؤں کے ملے ہیں۔ جو اس دن اور رات بالخصوص سحری سے تا نماز فجر اور تا نماز جنازہ اور تجہیز و تکفین کے بعد ہم جیسے [illegible] لوگوں کے [illegible] کو معطر کرتے رہے [illegible] مجھے [illegible] واقعہ [illegible] طریقت کے ساتھ [illegible] سب سے [illegible] کے [illegible] تھا

ساقی زندہ باد

[illegible]

... ساقی صاحب نے ... اپنے مضبوط ... [illegible]

کیونکہ باطل ہمیشہ سے حق کے مقابلہ میں بھاگ جاتا ہے ... [illegible]

[illegible]

پاکستان

(2)

کیا تماشا ہے کہ ہم گاندھی کے آگے سر جھکا گیا

کیا قیامت ہے کہ جو حاکم ہے وہ محکوم ہو

غیرت اسلام کی دولت سے

وقت آپہنچا کہ ہو اسلام کا جھنڈا بلند

ہے جو ساری قوموں کے کانوں سے نکل ہوا

قادیانی خود کو مسلمان کیوں کہتے ہیں؟

افادات حضرت مولانا ... عبدالرزاق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میرا پیارا دوست مجھے کہے گا

جناب طاہر صاحب آپ کی ساری باتیں پڑھنے کے بعد ... ایک قادیانی وکیل نے قادیانیت سے متعلق بات کی اس نے مجھے کہا کہ جناب ہم تو قرآن و سنت کو ماننے والے مسلمان ہیں ہم پر علماء الزامات قصداً و عمداً لگا رہے ہیں قادیانی وکیل نے مجھ سے کہا کہ جناب

☆ ہم اللہ کو ایک مانتے ہیں ☆ ہم قرآن کو اپنی کتاب مانتے ہیں ☆ ہم جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں ☆ ہم ارشادات رسول ﷺ کو حدیث مانتے ہیں ☆ ہم کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں ☆ ہم حدیث شریف و ... مانتے ہیں ☆ ہم نمازیں پڑھتے ہیں ☆ ہم اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہتے ہیں ☆ ہم رمضان شریف کے روزے رکھتے ہیں ☆ ہم حج کرتے ہیں ☆ ہم زکوۃ دیتے ہیں ☆ ہم نماز جمعہ پڑھتے ہیں ☆ ہم عیدالفطر اور عیدالاضحی مناتے ہیں کیونکہ ہم اپنے مردے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرتے ہیں ☆ ہم اپنے چہرے پر داڑھیاں رکھتے ہیں ☆ ہم ہاتھوں میں تسبیحاں پڑھتے ہیں ☆ ہم لوٹے اور پگڑیاں پہنتے ہیں ☆ ہم ... پانچ وقت کی نمازوں کے ... ہیں ☆ ہم بھی فجر کی چار رکعتیں پڑھتے ہیں ☆ ہم بھی ظہر کی بارہ رکعتیں پڑھتے ہیں ☆ ہم بھی عصر کی آٹھ رکعتیں پڑھتے ہیں ☆ ہم بھی مغرب کی سات رکعتیں پڑھتے ہیں ☆ ہم بھی عشاء کی سترہ رکعتیں پڑھتے ہیں۔

جناب پھر ہم کافر کیسے ہو گئے؟ ہمارے سارے کام اور سارے معاملات تو مسلمانوں والے ہیں "میرا سادہ لوح دوست مجھے کہے گا" جناب طاہر صاحب بات تو اس کی معقول ہے" (نعوذ باللہ)

میں نے اس کی آنکھوں میں ... جھانک کے دیکھا اور ... سے کہا کہ سلطان نور الدین زنگی کے دور میں ایک ہولناک سازش کے تحت یہود و نصاریٰ نے اپنے دو جاسوس مدینہ منورہ میں روضہ رسول کریم ﷺ پر بھیجے تھے تاکہ وہ نعوذ باللہ روضہ رسول ﷺ کو سرنگ لگا کر نبی کریم ﷺ کے جسم اطہر کو نکال کر لے جائیں اس ہولناک کام کیلئے وہ دونوں جاسوس مسلمانوں کا روپ دھار کر مدینہ منورہ پہنچے مسلمانوں میں گھل مل گئے مسجد نبوی میں داخل ہوئے روضہ رسول کے پاس ڈیرہ لگایا اپنے آپ کو اعلیٰ مسلمان ثابت کرایا اپنے اعتماد کی ... ہو جانے پر اپنے ... مشن میں مصروف ہو گئے وہ سارا دن روضہ رسول ﷺ کے پاس بیٹھ کر مختلف عبادات میں مصروف رہتے جونہی رات کی سیاہی پھیلتی یہ ... روضہ رسول ﷺ کو سرنگ لگاتے جو مٹی نکلتی اسے مسجد نبوی ﷺ سے باہر پھینک آتے ..... صبح ہونے پر سرنگ والی جگہ چٹائیاں وغیرہ بچھا کر سرنگ والے حصے کو چھپا لیتے

سرنگ جب کافی گہری ہو گئی ... تو ایک رات رحمت دو عالم ﷺ سلطان نور الدین زنگی کو خواب میں ملتے ہیں اور سلطان نور الدین زنگی سے کہتے ہیں کہ یہ دو موذی مجھے تکلیف پہنچا رہے ہیں ... انہیں پکڑو..... جناب سرور کائنات ﷺ ان دونوں مردودوں کی شکلیں بھی سلطان نور الدین زنگی کو دکھاتے ہیں سلطان غیرت رسول ﷺ میں پارے کی طرح تڑپنے لگتا ہے وہ دھاڑیں مار مار کر روتا ہے اور کہتا ہے کہ آقا ﷺ میرے زندہ ہوتے ہوئے آپ کو کوئی تکلیف پہنچ جائے یہ کیسے ہو سکتا ہے سلطان اس وقت مدینہ منورہ سے سینکڑوں میل دور تھا ... وہ ایک لشکر کو ساتھ لیتا ہے اور گھوڑے کو بجلی کی طرح دوڑاتا ہوا مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوتا ہے جب مدینہ طیبہ میں داخل ہوتا ہے ... تو گھوڑے سے اتر جاتا ہے .. پاؤں سے جوتے اتار دیتا

[illegible] اس ﷺ [illegible]

[illegible] جب [illegible] درود [illegible] اللھم صل علی [illegible]

[illegible] روضہ رسول ﷺ سے قریب [illegible]

[illegible] آپ ﷺ کا غلام [illegible]

[illegible] پھر سلام [illegible] روضہ رسول ﷺ [illegible]

[illegible] کر [illegible] سے پانی نکل آتا ہے [illegible]

[illegible] روضہ رسول ﷺ [illegible]

[illegible] قائم کر دیتا ہے

[illegible] واقعہ آپ [illegible]

[illegible] یہودی [illegible] مدینہ طیبہ میں مسلمان [illegible]

[illegible] جو مسجد نبوی ﷺ میں رہتے تھے [illegible]

[illegible] ﷺ [illegible] میں [illegible] تھے [illegible] مسلمانوں [illegible]

[illegible] تھے؟

اللہ کو [illegible] جواب دیا۔

[illegible] کے ساتھ ہی [illegible] کی آنکھوں سے تشویش کی [illegible]

[illegible] پر شکنیں ابھریں [illegible] میں نے قریب پڑے [illegible]

[illegible] گلاس میں پانی [illegible] سامنے پیش کیا اور پھر [illegible] جواب کی

[illegible] آپ بھی ملاحظہ فرمائیں

[illegible] کتاب مانتے تھے؟ "قرآن کو"

[illegible] کی نبوت کا اقرار کرتے تھے؟ رسول اللہ ﷺ کی

[illegible] کے فرامین کو حدیث کہتے تھے؟ "رسول اللہ ﷺ کے"

مسلمانوں کے سامنے کون سا کلمہ پڑھتے تھے؟

"[illegible] اللہ محمد رسول اللہ"

[illegible] نماز [illegible] پڑھتے تھے؟ "جی ہاں"

[illegible] نمازیں پڑھتے تھے؟ "مسجد نبوی ﷺ میں"

[illegible] کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے؟ "امام مسجد نبوی کے پیچھے"۔

[illegible] جمعہ پڑھتے تھے؟ "جی ہاں"

[illegible] صدقہ و خیرات کرتے تھے۔ "جی ہاں"

[illegible] کے چہروں پر داڑھیاں تھیں۔ "جی ہاں"

[illegible] کے ہاتھوں میں تسبیحاں تھیں؟ "جی ہاں"

[illegible] سروں پر [illegible] اور پگڑیاں تھیں؟ "جی ہاں"

[illegible] حالات [illegible] تھے؟ [illegible]

[illegible] پڑھتے تھے؟ [illegible]

[illegible] پڑھتے تھے؟ [illegible]

[illegible] پڑھتے تھے؟ [illegible]

[illegible] پڑھتے تھے؟ [illegible]

[illegible] پڑھتے تھے؟ [illegible]

[illegible] پڑھتے تھے؟ [illegible]

[illegible] تعالیٰ [illegible] تھے؟

[illegible]

[illegible]

[illegible] اشہد اللہ [illegible] اللہ [illegible]

[illegible] تو [illegible] مسلمان [illegible]

[illegible] مسلمانوں میں [illegible]

[illegible]

[illegible] ﷺ کی [illegible] (نعوذ باللہ)

[illegible] (نعوذ باللہ)

[illegible] (نعوذ باللہ)

[illegible] (نعوذ باللہ)

[illegible] مسلمان کا بھیس [illegible]

[illegible] مسلمان تسلیم کر لیتے؟ [illegible]

[illegible] رہا [illegible]

[illegible]

جب [illegible] کی علامت تھی [illegible]

[illegible]

[illegible] سے [illegible]

[illegible] کی مسجد میں [illegible] امامت [illegible]

[illegible] نماز پڑھاتے [illegible]

قرآن پاک پڑھایا لوگوں کو دینی مسائل بتاتے [illegible] لوگ ان پر [illegible] تھے

[illegible] اپنے لئے بہت بڑی سعادت سمجھتے تھے

ایک جمعہ کے خطبہ میں اس بزرگ نے کہا: کہ اب میں بہت

بوڑھا ہو گیا ہوں قویٰ کمزور ہو گئے ہیں [illegible] قامت [illegible]

[illegible] میں اپنے [illegible] شریف [illegible] چاہتا [illegible]

مسجد میں [illegible] شروع ہو گئی [illegible] کی طرح [illegible]

قسط 2

و املی لهم ان کیدی متین (میں ان کو مہلت دیتا ہوں۔ میری یہ تدبیر نہایت زبردست ہے)

مرزا حسین علی مازندرانی (بہاؤاللہ)

علامہ سعید عامر نقشبندی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب مرنے سے قبل مرزا حسن (بعض تحریروں سے مرزا یحییٰ) جس کا لقب باب نے صبح ازل مقرر کیا تھا' کو اپنا جانشین مقرر کر گیا تھا۔ صبح ازل کی جانشینی کے بعد بابی اس کے حلقہ ارادت (درحقیقت ضلالت) میں داخل ہونے لگے۔ ۱؎ بہاؤاللہ جو کہ اس کا سوتیلا بڑا بھائی تھا' کو ابتدا میں تو اس کا فرماں بردار و خدمت گذار رہا' تاہم دل میں ہر وقت اپنی علیحدہ دکان آرائی کے لئے منصوبے سوچتا رہتا تھا۔ پھر جب باب کا ہر ممتاز پیروکار من یظہرہ اللہ بننے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنے لگا تو بہاؤاللہ نے بھی اس جامہ کو اپنی قامت پر راست کرنا چاہا۔ چنانچہ برملا خود کو من یظہرہ اللہ' قوموں کا موعود اور نجات دہندہ کہنے لگا۔ وہ اس بات کا بھی مدعی تھا کہ خدا کی روح اس میں حلول کر گئی ہے۔ (اپی سوڈ آف دی باب ص ۳۵۹)

اس نے اسلامی اور (بعد از ناکامی) غیر اسلامی ممالک کی طرف خطوط و اشتہارات بھیج بھیج کر اپنا نشر یہ شروع کر دیا۔ اسے مخلص پیروکاروں کی ایک جماعت مل گئی' جس نے اس کے دائرہ ارادت کو وسیع کر دیا۔ نیز صبح ازل کے پیروکاروں کا خوب قتل عام کیا۔ کہیں یہ بھی تشدد کا نشانہ بنے۔ بہر حال اس خانہ جنگی میں بہائی غالب آئے اور صبح ازل کے معتقدین بمشکل تین یا چار فیصد رہ گئے۔ اس وقت سے بہاؤاللہ کے پیروکار اپنے آپ کو بہائی اور صبح ازل کے ازلی اور بابی کہنے لگے۔ آج ازلی بالکل قلیل التعداد بلکہ قطعی گمنام ہیں۔ یاد رہے ایرانی حکومت ماضی قریب میں بہائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے چکی ہے اور (قادیانیوں کے برعکس) انہوں نے اپنی اس حیثیت کو تسلیم بھی کر لیا ہے۔

تصنیفات: باب کے قتل کے بعد بہاء گرفتار کیا گیا اور اسے پا بہ زنجیر تہران لایا گیا مگر سفارتخانہ روس کی مداخلت کے سبب سزائے موت سے بچ گیا' البتہ قید خانے میں ڈالا گیا' جہاں چار ماہ کی قید کاٹنا پڑی۔ اسی زمانے میں اس نے کتاب 'ایقان' (۱۸۶۲،۶۱ء میں) ضبط تحریر میں لائی۔ (دارۃ المعارف للمذاہب والادیان۔ ج ۲۔ براؤن کا مقالہ البابیہ والباب)۔ بہائیوں کا کہنا ہے کہ یہ رحمٰن کے قلم سے لکھی گئی ہے۔ (مجموعہ رسائل۔ جلپائی جانی) حالانکہ محض فصاحت و بلاغت ہی کو لے لیں تو اس معیار پر بھی یہ کتاب ہرگز پوری نہیں اترتی۔ یہاں تک کہ عربی عبارات میں اکثر تراکیب اور الفاظ بے جوڑ اور بے معنی ہیں جس کا احاطہ لاحاصل ہے۔

بہاء نے قرآن حکیم جیسی عظیم لاریب کتاب کے خلاف بہت کچھ لکھا۔ اس کی بدنام ترین کتاب کا نام 'الاقدس' ہے' جس کے متعلق اس کا دعویٰ تھا کہ وہ وحی الٰہی پر مبنی اور ذات خداوندی کی طرح قدیم ہے۔ (معاذاللہ) نیز یہ کہ تمام کتاب سماویہ بشمول قرآن کی ناسخ یہ کتاب

۱؎ یہ شخص ۱۲ نومبر ۱۸۱۷ء (مطابق ۲۔ محرم ۱۲۳۳ھ) ایران کے شہر مازندران کی ایک بستی میں پیدا ہوا۔ اسکے باپ کا نام مرزا عباس تھا جو کہ وزارت مال میں ملازم تھا۔ اسکی تین بیویاں تھیں (ڈاکرایام حضرت بہاؤاللہ کے مطابق سات) جن میں حسین علی (بہاؤاللہ) کی ماں کا نمبر پہلا تھا۔ اس کے خاندان کے روسی سفارتخانے (تہران) کے ساتھ تعلقات تھے۔ اس کا ایک بھائی روسی سفارتخانہ میں کاتب تھا۔ جبکہ بہنوئی مرزا مجید آہی روس کے سفیر کا سیکرٹری تھا۔ (ڈاکرایام) مرزا حسین علی ابتدا میں شیعہ مذہب سے تعلق رکھتا تھا۔ مئی ۱۸۴۴ء میں اس نے باب کی دعوت کے وقت ہی اس کا دین قبول کر لیا تھا جبکہ عمر ۲۷ برس تھی۔ ایک مغنیہ قرۃ العین (دیگر کے علاوہ) کے ساتھ اس کے تعلقات تھے جس نے بعد میں اس کے مذہب کی خاطر خواہ ترویج کی۔

ہے۔ حالانکہ اسے اس نے قرآنی آیات اور احادیث نبوی کے بعض حصوں کو آپس میں جوڑ کر ترتیب دینے کی کوشش کی ہے۔ اس میں بھی وہ ناکام ہوا کیونکہ لغت، گرامر کی بے شمار غلطیاں اس سے ہوئی ہیں۔

بہاء کا ایک دعویٰ یہ بھی تھا کہ اس نے بے شمار کتابیں تصنیف کی ہیں حالانکہ اس کی اکثر کتابیں محض چند اوراق پر مشتمل ہیں اور وہ بھی سرقات ہیں۔ وہ انہیں الواح کا نام دیتا تھا۔ چند رسالوں کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ کتاب الاقدس ۲۔ لوح طراز اللہ ۳۔ لوح علی
۴۔ الرسالۃ السلطانیہ ۵۔ سورۃ الامین ۶۔ سورۃ الملوک
۷۔ لوح احمد ۸۔ تجلیات ۹۔ بشارات

بغداد کی طرف جلاوطنی تہران سے بہاء اور اس کے چیلوں کو بغداد منتقل ہونا پڑا مگر ان کی اسلام دشمنی نے یہاں بھی گل کھلائے۔ قوم زبانی "قطب ربانی" غوث صمدانی حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے غیر تمند عقیدت مندوں نے مقامی حکومت کو ان کے باطل عقائد و نظریات سے آگاہ کر کے وہاں سے نکالنے کا مطالبہ کیا۔ (مقالہ سائح۔ عبدالبہاء عباس) بعد ازاں عثمانی حکومت نے ان کو بغداد سے استنبول کی طرف نکال باہر کیا۔ یہ واقعات ۱۸۶۳ء میں رونما ہوئے۔

دعویٰ نبوت استنبول میں ۱۸۶۳ء میں ہی اس نے دعویٰ نبوت کیا اس نے خود کو خدا کا فرستادہ "نور خدا" اور نہ جانے کیا کچھ کہا بلکہ کبھی خود کو خدا کہنے کا "شغل" بھی کر لیا کرتا تھا۔ اس کے اسطرح کے دعووں کا ذکر اس کے ایک پیروکار نے "بہاء اللہ وعصر جدید" نامی کتاب میں کیا ہے۔ یاد رہے کہ اس کے اپنے بھائی نے اس کی شدید مخالفت کی جسے اس نے قتل کرا دیا۔ اور خدائی دعوے کے بعد اس کے اپنے پیروکاروں میں بھی پھوٹ پڑ گئی۔ (دائرۃ المعارف للمذاہب والادیان۔ ج ۲، تاریخ الشعوب الاسلامیہ ج ۳)

اس سے تنگ آکر سلطنت عثمانیہ نے ۱۸۶۸ء میں فلسطین کے شہر عکہ بھیج دیا وہاں بھی اس نے اپنی خرافات جاری رکھیں۔

اسلام دشمنی بہاء کی زندگی کا سیاہ ترین دور قیام عکہ کا عرصہ تھا۔ یہاں یہودیوں نے (جو اہل یہود کا سب سے خطرناک اور شیطان صفت گروہ ہے اور دنیا بھر پر حکومت کے خواب دیکھ رہا ہے) اس سے راہ و رسم بڑھائی۔ اسے اچھی طرح جانچنے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ اس دور میں اسلام سے انتقام لینے اور اسے زخمی کرنے کے لئے اس سے زیادہ موزوں شخص کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ انہوں نے اس کی خوب خاطر مدارات کی زر زن زمین غرضیکہ ہر ہتھکنڈے سے اسے دام فریب میں پھانسا۔ چنانچہ بہاء نے بھی حق نمک ادا کیا اور ان یہودیوں کی امیدوں پر پورا اترنے کے لئے ایک نئے دین اور نئی خانہ ساز شریعت کو متعارف کرانے کی ٹھان لی۔ من یظہرہ اللہ، مہدی، مسیح موعود، نبوت جیسی اصطلاحات استعمال کرتے کرتے وہ بور ہو چکا تھا۔ اب اس نے خود کو ایک نئے دین کے علمبردار اور نئی شریعت کے شارع کے طور پر پیش کیا۔ اور خوب تگ و دو کرنے لگا۔ (بہاء اللہ وعصر جدید) الغرض بہاء مرتے دم تک اپنی تیغ جہالت سے مسلمانوں کے سینوں کو فگار کرتا اور اپنی خرافات وضلالت سے اسلام کے اجالوں کو دھندلانے کی سعی لا حاصل کرتا رہا۔ بہاء نے منشائے یہود کو پیش نظر رکھتے ہوئے جن عقائد باطلہ کو اپنے دین کا حصہ بنایا ان میں سے ایک ناپاک عقیدہ یہ بھی تھا کہ جہاد حرام ہے حتیٰ کہ کوئی اپنے قاتل کا مقابلہ بھی نہ کرے۔ اپنا دفاع تک نہ کرے اور یہ کہ "تم پر آلات حرب اٹھانا حرام ہے" (الاقدس)۔ اور اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں کہ بالآخر بہاء نے دعویٰ الوہیت و ربوبیت کیا اور اس کا پرچار نہایت شد و مد سے کیا (بہائیت اور اس کے معتقدات بحوالہ البہائیہ۔ احسان الٰہی ظہیر)

۱۸۹۲ء میں بہاء (باقاعدہ) پاگل ہو گیا۔ (الخطائہ مرجانیت) (حقیقتاً وہ پیدائشی پاگل تھا اس لئے کہ جو کچھ اس نے کیا دنیائے ہوش میں رہتے کرنا محال تھا) اور ۲۹ مئی ۱۸۹۲ء میں داروغۂ جہنم سے حصول شرف ملاقات کے شوق میں نہایت عبرتناک انداز سے کوچ کیا۔

اولاد و ازدواج تین عورتوں نے بہاء کے ساتھ اپنی قسمت و حیات برباد کی۔ پہلی بد قسمت کا نام نوابہ خانم تھا۔ جس کا لقب اس نے ام الکائنات رکھا تھا۔ (ذکر ایام ص ۹۳) اس کے پس منظر میں یہ خیال فاسد تھا کہ یہ رب کی زوجہ ہے (نعوذ باللہ) اسی عورت کا بطن بہاء کے جانشین و وارث "عباس آفندی" کے "حامل" ہونے کا سزاوار ہوا۔ جس کو باپ کی طرف سے عبدالبہاء اور الغصن الاعظم جیسے القاب ملے۔ آفندی نے اپنے باپ کے افکار دل نگار کو مغربی طرز فکر و نظر میں ڈھالا۔ وہ باقاعدہ یہود و نصاریٰ کی مذہبی کتابوں کا مطالعہ کرتا اور من پسند نظریات و عقائد کو شامل بہائیت کرتا۔

☆......☆☆......☆

یہ ہے ترا لبرل اسلام

1 ساز و مینا، بادہ و جام — آگے کے آگے ...
نشہ نہ اترے صبح و شام — ہر جانب ہے بپا کہرام
یہ ہے ترا لبرل اسلام

2 رقص کریں جہاں مرد و زن — ننگا ہو ہر عضو بدن
عشق کرے بھائی سے بہن — شرم سے عاری خاص و عام
یہ ہے ترا لبرل اسلام

3 بڑوں کی تعظیم، غلط — اچھوں کی تکریم، غلط
بچوں کی تفہیم، غلط — غیرت کا ہی ہو نیلام
یہ ہے ترا لبرل اسلام

4 نفس پرستی کا ہو زور — قتل، تکبر کا ہو شور
راج کریں ڈاکو یا چور — قتل، ڈکیتی، چوری عام
یہ ہے ترا لبرل اسلام

پاک حکومت غربت سوز — ظلم ہے افزوں روز بروز
شرم کی قاتل این جی اوز — شور بپا ہیں صبح و شام
یہ ہے ترا لبرل اسلام

سمجھے تھے تجھ کو شہباز — بن گیا تو بش کا ہمراز
کیا تو، کیا تیری پرواز — کر لیا اس نے زیر دام
یہ ہے ترا لبرل اسلام

ہر گستاخ نبی کا یار — دل محبت سے بیزار
دین کے اعدا کا سالار — تیرا فکر و عمل ہے خام
یہ ہے ترا لبرل اسلام

باغی ہے اللہ کا تو — چیلا ہر گمراہ کا تو
دیوانہ ہے جاہ کا تو — تجھ کو کیا ایمان سے کام
یہ ہے ترا لبرل اسلام

تجھ کو بھی تو ہے مرنا — دنیا کرے گی ذکر ترا
ہاں ہاں سید ظالم تھا — رکھے گا ادا بدنام
یہ ہے ترا لبرل اسلام

10 وقت ہے اب اللہ سے ڈر — واری جان نبی پہ کر
مسلم بن اور مومن مر — دل سے سن دین کا پیغام
چھوڑ دے یہ لبرل اسلام

11 ہاں تو حق آگاہ نہیں — تجھ میں دین کی چاہ نہیں
آسی ترا بدخواہ نہیں — نقش لاثانی کا تمام
چھوڑ دے یہ لبرل اسلام

پروفیسر محمد حسین آسی

Monthly Mujallah **AL-HAQIQA**
July 2006
Reg. No. C.P.L 590

غوث الزمان قطب الاقطاب فرد الافراد

سید علی حسین شاہ نقشِ لاثانی

سالانہ عرسِ مقدس

۲۷ جولائی بروز جمعرات

پیر سید کرامت علی حسین

پیر سید شجاعت علی حسین شاہ صاحب

اعلیٰحضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ

کا پہلا سالانہ ختم شریف

بمقام

دربار شہنشاہِ لاثانی
وحضور نقشِ لاثانی
علی پور سیداں شریف

زیرِ انتظام

حضرت پیر سید سعادت علی حسین

حضرت پیر سید امانت علی حسین